www.urduchannel.in

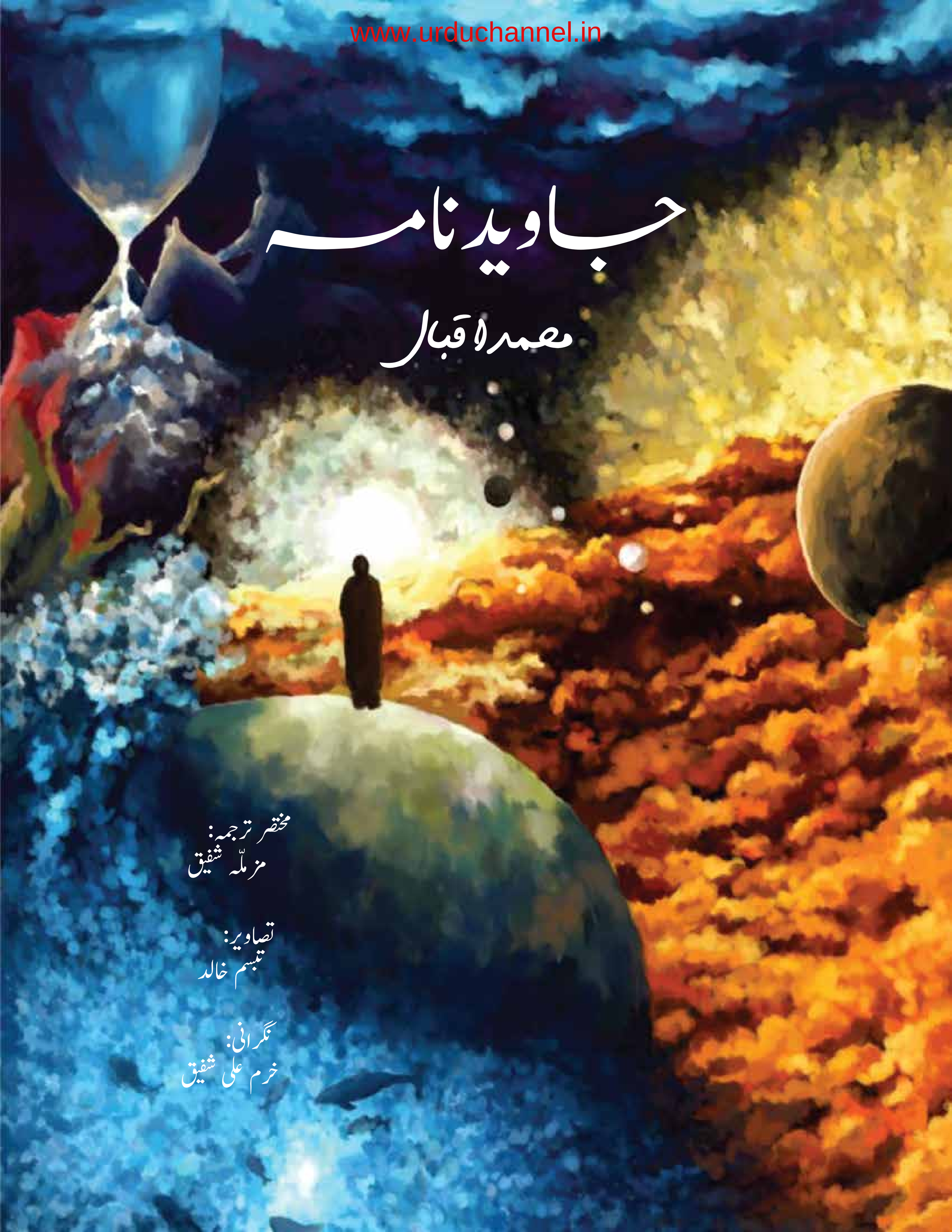

جاوید نامہ

محمد اقبال

مختصر ترجمہ:
مزمّلہ شفیق

تصاویر:
تبسم خالد

نگرانی:
خرم علی شفیق

www.urduchannel.in

جاویدنامہ

محمد اقبال

مختصر ترجمہ
مزملہ شفیق

تصاویر
تبسم خالد

لے آوٹ/ڈیزائن
سمیع اللہ خان

نگرانی
خرم علی شفیق

نوٹ: یہ ترجمہ حنا تنویر کی انگریزی تلخیص سے کیا گیا ہے۔

جملہ حقوق محفوظ

ناشر
محمد سہیل عمر
ناظم
اقبال اکادمی پاکستان
حکومت پاکستان، وزارت ثقافت
چھٹی منزل، ایوان اقبال، لاہور
Tel: [+92-42] 99203573, 36314510, 99203906
Fax: [+92-42] 36314496
Email: info@iap.gov.pk
Website: www.allamaiqbal.com

اقبال اکادمی پاکستان

www.urduchannel.in

The Making of *Javidnama*

In the summer of 1927, Iqbal opened his notebook and recited some verses to Syed Nazeer Niazi, the nephew of his Sialkot teacher Mir Hasan and a frequent visitor. The verses, as Iqbal himself would later describe them, "came from another world" and the book in which they were meant to go would be proclaimed as "descended from another heaven." It was going to be *Javidnama,* apparently named after his favorite son but also meaning, with a pun on the name, 'The Book of Immortality.'

The major inspiration was *m'iraj,* or the ascension of the Holy Prophet to the heavens. "Professor Bevan has given us valuable historical discussion of the story of the m'iraj," he mentioned in his Presidential Address to the Indian Oriental Conference in 1928, a year after he started *Javidnama.* What was more important to him than the historical discussion was the intense appeal of the story to the average Muslim mind, "and the manner in which the Muslim thought and imagination have worked on it." He mentioned the impact it had on Ibn 'Arabi, and through him on the mind of Dante.

In that speech he did not mention the book *Divine Comedy and Islam,* published in Spanish in 1919 and by now available in English translation. However, its author Miguel Asin was mentioned as the pioneer of this discussion in an essay appearing soon after the publication of *Javidnama* in 1932. The essay was by Iqbal's devoted friend Chaudhry Muhammad Husain,

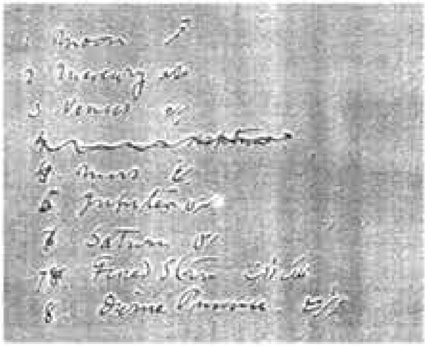

The draft notebook (now preserved in the Iqbal Museum) helps us trace the making of the epic. The first page lists the celestial itinerary: Moon, Mercury, Venus, Mars, Jupiter, Saturn, Fixed Stars, Divine Presence. The Fixed Stars were later dropped, bringing the total number of chapters to a lucky seven.

The next page of the notebook contains a list – mostly historical personalities whose souls would feature in the book. Some, like the Turkish dictator Mustafa Kemal and the Persian monarch Reza Shah, were still alive and in good health so they could only be mentioned in conversations by others in heaven if the book were to be written soon. Other ommissions included, quite regrettably, the Queen Noor Jehan.

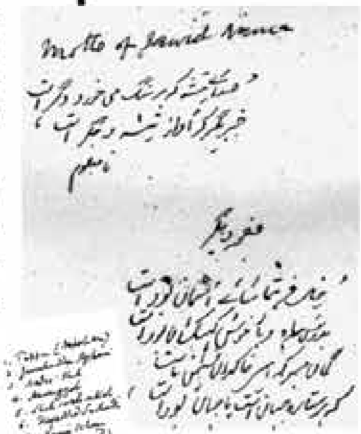

www.urduchannel.in

in all probability supervised by Iqbal himself.

In that same essay we we also find that he was planning to write a thesis on *m'iraj* but when he discovered that Dante's *Divine Comedy* was also inspired by the same incident, he decided to turn his thesis into narration, an Eastern *Divine Comedy* of sorts. We cannot be sure which author first caught his attention on this subject, but in any case he benefited from Asin's book either before or while writing *Javidnama* and it seems a happy coincidence that a year after publishing it he also met the professor in Spain.

If Dante actually took his inspiration from the *m'iraj* – and he almost certainly did, despite his hostility towards the Prophet – then he was neither the first nor the last of such writers. *M'irajnama* was an established genre of Muslim literature and was not restricted to the retelling of the Prophet's Ascension only. Sufis had written about their own mini-ascensions too.

Iqbal's homework included extensive research. The characters should speak what he wanted to say through them but they must also sound like themselves. Hallaj, for instance, was given one of Iqbal's own *ghazals* from *Payam-i-Mashriq* (1923) to sing, but the dialogue between him and Zindah Rud (Iqbal's nickname in the epic) closely followed Hallaj's own mindset as depicted in his writings (edited and published from Paris some time ago).

The rules of science could not be followed throughout a spiritual fantasy but Iqbal managed to display his familiarity with the expanding boundaries of astronomy. Jupiter, it had then become known, moved in a fast and interesting manner and hence Iqbal chose it to be the haunt of those souls that did not wish to stop at anything.

And yet, *Javidnama* was not the only thing he was doing those days. He was also reconstructing the religious thought in Islam through a series of lectures, preparing the case for a Muslim homeland in India through a presidential address, and last but not least, making his livelihood through legal practice and checking examination papers for universities.

"I have drained myself," is what he said at the end of four years during which he completed his 'life's work.'

www.urduchannel.in

فہرس

دعا ۶

ابتدائیہ ۷

چاند پر ۱۳

عطارد کی زندہ روحیں ۲۰

زہرہ کی پرخطر وادی ۲۳

اہلِ مریخ سے ملاقات ۲۷

مشتری کے آس پاس ۳۲

زحل کا تاریک جہنم ۳۸

ستاروں سے آگے ۴۰

جاوید اور نئی نسل سے چند باتیں ۵۰

دعا

اس سات رنگ کی دنیا میں انسان ہمیشہ کسی ساتھی کی تلاش میں رہتا ہے ۔ اے خدا ! روح کا ساتھی کہاں ہے ؟ اس دنیا کو میری نظروں سے اوجھل کردے ، جیسے سورج اور چاند افق کے پیچھے چھپ جاتے ہیں ،اور مجھے ایک ایسا دن نصیب کر جو گزرتے وقت سے تعلق نہ رکھتا ہو ۔

اے خدا ! تو میرا محبوب ہے ۔ تیرا چہرہ میرا ایمان اور میرا قرآن ہے ۔ اسے میرے روبرو کر، کیونکہ سورج جب اپنی کرنوں کو بکھیرتا ہے تو اس کی روشنی میں کوئی کمی نہیں آتی ۔ مجھ جیسی مضطرب روح اِس زمانے میں کہیں نہیں پائی جاتی جہاں لوگ عقل کے غلام ہیں ۔ میرے دل کی تاریکی کو چاند کی طرح اپنے نور سے روشن کردے ۔

اے خدا ! ہم تجھے دیکھنے کو تڑپتے ہیں مگر تجھے دیکھ نہیں سکتے ۔ ہم اندھے ہیں ہمیں بینائی بخش دے ، ہم سے کلام کر اور ہمیں اِس آج اور کل کی دنیا سے پرے لے جا ! ہمیں چاند ستاروں کی دنیا سے پرے لے جا !

اے خدا ! میں فانی ہوں اور میری روشنی تیرے ابدی نور کے سامنے محض چند لمحوں پر محیط ایک شرارے کی مانند ہے ۔ مجھے لافانی کردے اور مجھے اتنی طاقت عطا کر کہ میں اُس راستے پر چل سکوں جو تونے میرے آگے کھولا ہے ۔ میری کتاب کو آسان بنا دے تاکہ نوجوان اسے سمجھ سکیں کیونکہ میں ایک اور ہی دنیا کے بارے میں بتانے جارہا ہوں ۔

www.urduchannel.in

بہت مدّت پہلے...

جب ہم اپنی پسندیدہ ہستی کے ساتھ ہوتے ہیں توخوشی محسوس کرتے ہیں اور جب اُس سے دُور ہوتے ہیں تو اس سے دوبارہ ملنے کی ایک شدید طلب محسوس کرتے ہیں۔ حضوری اور غیب کا یہ سلسلہ ممکن نہ ہوتا اگر دنیا نہ ہوتی ۔ اور یہی وجہ تھی کہ دُنیا ابدی حیات سے ظہور میں آئی ۔ اگر آپ اپنے ارد گرد دیکھیں توآپ کو معلوم ہوگا کہ ہر کوئی کسی نہ کسی شے یا ہستی کی آرزو میں ہے اور اگراپنے اندر جھانکیں تو آپ دیکھیں گے آپ اپنے خالق سے ملنے کے لئے بیتاب ہیں۔

جب دنیا کا آغاز ہوا تو ہر چیز وجود کا تحفہ پانے پر خوش نظر آتی تھی۔ چاند اور ستاروں کو حرکت سکھائی گئی اور یوں فضا میں کتنے ہی چراغ روشن ہوگئے ۔ سورج نے نیلے آسمان پر اپنی جگہ سنبھالی اور یو ں سنہری کرنوں نے پہلی صبح کو منور کیا ۔ اُس وقت اس ساری دنیا کو جو نئی نئی پیدا ہوئی تھی پہلی صبح نے اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔

زمین البتہ ابھی تک بے آب و گیا ہ تھی ۔ یہ ایک صحرا کی مانند تھی جس میں کوئی کارواں نہ ہو ۔ کوئی ندی پہاڑوں سے نبرد آزما نہ تھی ، نہ ہی کوئی بادل اس ویرانے میں آوارہ پھرتا تھا ۔ درختوں کی شاخوں پر ایک بھی پرندہ نغمہ زن نہ تھا اور نہ ہی کوئی ہرن مرغزاروں میں قلانچیں بھرتا تھا ۔ بحرو بر اپنی تجلّی اور چمک دمک سے محروم تھے اور پوری زمین دھوئیں کے ایک بادل میں لپٹی ہوئی تھی ۔ سبزہ بہار سے ناآشنا تھا اور زمین کی گہرائیوں میں دفن تھا ۔

نیلے آسمان نے زمین کو اس کی اجڑی ہوئی صورت پر طعنہ دیا ۔ اُس نے زمین کی ویرانی کا مذاق اڑایا۔ '' میں نے ایسی حالت اس سے پہلے کسی کی نہیں دیکھی !'' اُس نے زمین سے کہا اور یہ کہ زمین اس لئے اندھی ہے کہ اس کے پاس روشن ستارے نہیں ہیں اور ا س کی روشنی آسمان پر موجود سورج ،چاند اور ستاروں سے مستعار لی گئی ہے ۔ زمین اس طعنے پر شدید دل گرفتہ ہوئی ۔ اس نے خدا سے شکایت کی اور اپنی خستہ حالت پر آہ و زاری کی ۔ اس کی یہ فریاد رائیگاں نہ گئی ۔ آسمانوں کے پار سے ، کائنات کی پرلی طرف سے ، ایک جواب آیا ۔ '' تم اس امانت سے ناواقف ہو جوہم نے تمہارے سپرد کی ہے ۔'' آواز نے کہا ۔ '' ناامید مت ہو اور اپنے اندر جھانکو ۔ انسان تمہاری خاک سے بنا یا جائے گا ۔ اس کی روح ابدی شعلہ سے روشن ہوگی نہ کہ اس روشنی سے جو سورج سے آتی ہے ۔ اس کو اپنی عقل اور قابلیت کی وجہ سے پوری کائنات پر قدرت حاصل ہو گی ۔ اس کا عشق زمان و مکان کو اپنی دسترس میں کرلے گا اور اس کا علم اورستدلال اس راستے کو چنے گا جو صحیح ہوگا ۔ اس کی عقل جبرئیل سے بڑھ کر ہوگی ۔ ہر چند کہ وہ خاک سے پیدا ہوگا مگر اس کی

اڑان فرشتوں سے کم نہ ہوگی ۔ وہ آسمان سے پرے بلندیوں میں پرواز کرے گا ۔ یہ صحیح ہے کہ وہ عبادت گزار کم ہو گا اور معصوم جانوں کا بے تحاشا خون بہائے گا مگر اس کی یہ کمزوریاں بھی زمانے کی ترقی و خوشحالی کا باعث بنیں گی ۔ کائنات کا علم اس کی عقل کو مزید جلا بخشے گا کیونکہ اس طرح وہ حق تعالیٰ کی ذات کو کائنات میں کارفرما اسکی صفات کے ذریعے دیکھ سکے گا ۔ جس کسی نے بھی خدا کے بے پناہ حسن کو محسوس کیا اور اس کے عشق میں ڈوب گیا وہی سارے موجودات کا سردار ہے ۔''

پھر فرشتوں نے یہ گیت گایا :

فروغِ مشتِ خاک از نوریاں افزوں شود روزے
زمیں از کوکبِ تقدیرِ او گردوں شود روزے
خیالِ او کہ از سیلِ حوادث پرورش گیرد
زگردابِ سپہرِ نیلگوں بیروں شود روزے!
یکے در معنیٔ آدم نگر! از ما چہ می پرسی
ہنوز اندر طبیعت می خلد موزوں شود روزے!
چناں موزوں شود ایں پیش پا افتادہ مضمونے
کہ یزداں را دل از تاثیرِ و پر خوں شود روزے !

خاک کی مٹھی کی چمک ایک روز فرشتوں سے بڑھ جائے گی اور اُس کی قسمت کے ستارے سے زمین آسمان سے بڑھ جائے گی۔ اس کا تخیل جو واقعات کے بہاؤ سے پرورش پاتا ہے ایک روز نیلے آسمان کے گرداب سے باہر نکل جائے گا۔ ذرا آدم کے معانی پر نظر ڈالو مجھ سے کیا پوچھتے ہوکہ یہ ابھی طبیعت میں مچل رہا ہے اور کسی روز موزوں ہو جائے گا۔ یہ عجیب و غریب مضمون اِس طرح موزوں ہو گا کہ اس کی تاثیر سے خدا کا دل بھی خون ہو جائے گا!

www.urduchannel.in

ایک تنہا شام

عشق اکثر ویرانوں کی تلاش میں رہتا ہے کیونکہ شہروں کا شور و غل اسکے شعلے کو بجھا دیتا ہے ۔ مجھے بھی جب کوئی ایسا نہ ملا جسے میں اپنا شریک راز بنا سکتا تو میں شہر سے باہر دریا کے کنارے پر چلا گیا ۔ سورج غروب ہورہا تھا اور نیلگوں پانی شفق کی سرخی سے لال ہورہا تھا۔
غروبِ آفتاب مجھے مسحور کردیتا ہے ۔ یہ قدرت کا ایک حیرت انگیز مظہر ہے جب صبح کے رنگ شام سے جا ملتے ہیں اور یہ رنگ اس قدر خوبصورت ہیں کہ اگر مجھے پتہ چلے کہ اگر غروبِ آفتاب کے جادو سے کوئی اندھا بھی دیکھنے لگے تو مجھے کوئی حیرت نہ ہو گی۔ اُس شام اس سحر نے مجھے اپنے دِل سے باتیں کرنے پر آمادہ کردیا ۔ میں نے بہت دیر خود سے باتیں کیں ۔مجھ میں ایک تڑپ تھی اور ایک تلاش تھی ۔

" ایسی زندگی گزارنا بھی کس قدر بوجھ ہے جس کا اختتام موت ہو ۔" میں نے سوچا ۔ " یہ اس طرح ہے جیسے ہم زندہ ہوں مگر حیات نہ رکھتے ہوں !" میرا دل یہ سوچ کر دکھی ہوگیا کہ مجھے ایک لافانی خدا نے تخلیق کیا ہے مگر پھر بھی میں فانی ہوں... میں ابدیت سے قریب ہوتے ہوئے بھی کس قدر دور ہوں! میں اپنے اصل محبوب ، اپنے خالق کے لئے تڑپ رہا تھا ۔ اس کرب کے عالم میں میں رومی کی نظموں میں سے ایک گنگنانے لگا:

بکشاے لب کہ قندِ فراوانم آرزوست
بنماے رخ کہ باغ و گلستانم آرزوست
یک دست جامِ بادہ و یک دست زلفِ یار
رقصِ چنیں میانۂ میدانم آرزوست
دی شیخ با چراغ ہمی گشت گردِ شہر
کز دیو و دد ملولم و انسانم آرزوست
زیں ہمرہانِ سست عناصر دلم گرفت
شیرِ خدا و رستمِ دستانم آرزوست
گفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم ما
گفت آنکہ یافت می نشود، آنم آرزو ست!

اپنے لب کھولیے کہ مجھے بے انتہا مٹھاس کی طلب ہے۔ اپنا چہرہ دکھایئے کہ مجھے باغ اور گلستان کی آرزو ہے۔ مجھے آرزو ہے کہ بیچ میدان رقص کروں اور ایک ہاتھ میں شراب کا جام ، دُوسرے میں محبوب کی زلف ہو۔کل رات ایک بزرگ چراغ لئے شہر کے گرد گھوم رہے تھے کہ دیووں اور حیوانوں سے تنگ آگیا ہوں اورانسان کی آرزو ہے، ان سست عناصر ہمسفروں سے تنگ آگیا ہوں، شیرِ خدا اور رستمِ دستاں کی آرزو ہے۔ میں نے عرض کیا کہ گزرے ہوؤں کو ہم نہیں پا سکتے۔ کہنے لگے کہ جنھیں پایا نہیں جا سکتا مجھے اُن کی آرزو ہے!

دریا کی لہریں گہرائیو ں میں محوِ خواب تھیں اور افق غروبِ آفتاب کے بعد تاریک ہوگیا تھا ۔ آسمان پر ایک تنہا ستارہ نمودار ہوا اور میں نے رومی کی روح کو پہاڑوں کے پیچھے سے ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا ۔ ان کا چہرہ سورج کی طرح روشن تھا اور وہ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود جوانوں کی طرح تروتازہ دکھائی دے رہا تھا۔ انھوں نے مجھ سے کہا ۔ ”زندگی اپنے وجود پر گواہی چاہتی ہے... خدا نے بھی روزِ الست تمام روحوں کو جمع کرکے ان سے پوچھا تھا ، ’کیا میں تمہارا خدا نہیں ؟‘ تمھیں اپنے وجود پر تین گواہ ڈھونڈنے چاہئیں ۔پہلے گواہ تم خود ہو یعنی تمہارا شعور ۔ دوسرا گواہ دوسروں کا شعور یعنی اپنے وجود کا اثبات دوسروں کے شعور کی روشنی میں ۔ تیسرا گواہ خدا کا نور ہے۔ اگر تم خدا کے روبرو خود کو قائم رکھ سکو تب تم خود کو ابدی سمجھنے میں حق بجانب ہو گے ۔“
رومی نے اس نکتے کو پیغمبرِ خداؐ کی مثال کے ذریعے مزید واضح کیا ۔ معراج کے موقع پر انھوں نے آسمانوں سے پرے تک کا سفر کیا تھا اور راستے میں کہیں قیام نہ کیا جب تک خدا سے اس قدر قریب نہیں پہنچ گئے کہ جبرئیل کو بھی وہاں سے واپس جانا پڑا اور صرف پیغمبرؐ ہی خدا کے سامنے ٹھہر سکے ۔ رسولؐ نے زمان و مکان کی حدوں کو پار کرلیا۔ زمین کے وقت کے مطابق لمحے کا ہزارواں حصّہ ہی گزرا ہوگا کہ وہ طویل ترین سفر سے واپس بھی آچکے تھے ۔
میں نے رومی سے پوچھا کہ انسان ابدیت کی جانب سفر کیسے کر سکتا ہے ۔ انہوں نے کہا، ” یہ اس طرح ہے جیسے دوبارہ پیدا ہوا جائے ۔ جس طرح تم اس دنیا میں پیدائش کے ذریعے آتے ہو بالکل اسی طرح دوسری پیدائش تمھیں اس دنیا سے باہر لے جاتی ہے ۔ مگر یہ دوسری پیدائش انہی کو نصیب ہوتی ہے جن کا اندر عشق کی قوت سے مستحکم ہوچکا ہو ۔ یاد رکھو انسانیت کا جوہر اس قوت میں ہے جس سے انسان خدا کو روبرو دیکھ سکے ۔ اگر عشقِ حقیقی کی قوت سے تمہاری روح مستحکم ہوجائے تو جسم تمہاری اڑان کا راستہ نہیں روک سکتا ۔

www.urduchannel.in

روحِ زمان

رومی کے کلام نے مجھے بے چین کردیا اور میرے جسم کا ہر حصہ سیماب کی مانند تڑپنے لگا ۔ آسمان پر مشرق اور مغرب کے درمیان روشنی کے ایک بادل نے مجھے اپنی طرف متوجہ کرلیا ۔ اُس بادل میں سے ایک فرشتہ ظاہر ہوا ۔ اُس کے دو چہرے تھے ۔ ایک آگ جیسا اور دوسرا دھوئیں جیسا، ایک ستارے کی طرح روشن ، دُوسرا رات کی طرح تاریک ۔ اُس کی ایک آنکھ بیدار اور دوسری خوابیدہ تھی ۔ اُس کے پر بے حد رنگین تھے اور سرخ ، زرد ، سبز ، نقرئی ،نیلے اور آسمانی تھے۔ اُس کے مزاج میں خیال کی سی تیزی تھی ۔ وہ ایک سانس میں آسمان اور زمین کے درمیان سفر کرتا تھا ۔ ہر لحظہ اس میں ایک نئی خواہش جنم لیتی تھی اور وہ ایک نئی فضا میں پرواز کرتا تھا ۔

اس نے کہا، " میں زروان ہوں اور اس دنیا پر میرا تسلّط ہے ۔ میں ظاہر بھی ہوں اور نظروں سے چھپا ہوا بھی ۔ میری ہر تدبیر تقدیر کے ساتھ جڑی ہوئی ہے ۔ جاندار اور غیر جاندار سب میرا شکار ہیں میری وجہ سے ہی شاخ پر کلی پھوٹتی ہے اور میری ہی وجہ سے پرندے اپنے گھونسلوں میں چہچہاتے ہیں ۔ میری پرورش سے دانا نشونما پاکر درخت بنتا ہے ۔ میں ہی عذاب دیتا ہوں اور میں ہی ثواب دیتا ہوں۔ میں پیاس پیدا کرتا ہوں تاکہ ا س کو بجھانے کا انتظام کروں ۔ میں ہی زندگی ہوں ، میں ہی موت اور میں ہی روزِ حشر ۔ میں ہی حساب کتاب ،میں ہی دوزخ اور جنت اور میں ہی حور۔ انسان اور فرشتے میری دسترس میں ہیں اور یہ زمین جو چھ دن میں پیدا کی گئی ، میری اولاد ہے ۔ جو بھی پھول تم شاخ سے توڑتے ہو وہ میں ہوں ۔ ہر شے جو تم دیکھتے ہو وہ مجھ سے پیدا ہوئی ہے۔ پوری دنیا میرے سحر کے زیرِ اثر ہے اور میری ہر سانس اِسے مزید بوڑھا کر رہی ہے ۔ مگر ایک باہمت آدمی نے ایک دفعہ میرا سحر توڑ ڈالا تھا ۔ یہ وہ شخص تھا جس نے کہا :
'میں اُس وقت بھی اپنے خالق کے روبرو ہوتا ہوں جب کوئی فرشتہ متحمل نہیں ہوسکتا ۔' "

میں جانتا تھا کہ زروان رسولؐ اللہ کا ذکر کررہا ہے جو معراج کی شب آسمانوں کی طرف پرواز کرگئے تھے ۔ زروان کہہ رہا تھا، " جس کسی کو اپنے خالق کے ساتھ ایسی خلوت میسر آجائے وہ میرے طلسم کوتوڑ دیتا ہے ۔ اگر تم میری گرفت سے آزاد ہونا چاہتے ہو تو یہی ایک کُنجی ہے ۔ "

اُس کی آنکھوں میں نہ جانے کیا تھا جس نے اس پرانی دنیا کو میری نظروں سے اوجھل کردیا ۔ یا تو میری نگاہیں ایک نئے جہان کو دیکھ رہی تھیں یا یہ سارا جہان ہی تبدیل ہوگیا تھا ۔

www.urduchannel.in

جو بھی تھا ، میں اس کائناتِ رنگ و بو کے اندر مرگیا اور ایک ایسی دنیا میں دوبارہ جنم لیا جو ہنگامے کے بغیر تھی ۔ اس پرانی دنیا سے میرا رشتہ منقطع ہوگیا اور میں نے ایک نئی دنیا کو اپنے سامنے پایا ۔ میری روح تڑپنے لگی اور میرے وجود سے ایک نئ دنیا نے جنم لیا ۔ میرا جسم ہلکا ہو گیا، روح نے اپنی رفتار بڑھا دی اور میرے قلب کی آنکھ بیدار ہوگئی ۔ چھپی ہوئی چیزیں ظاہر ہونے لگیں اور میں نے ستاروں کا یہ نغمہ سنا :

عقلِ تو حاصلِ حیات، عشقِ تو سرّ کائنات
پیکرِ خاک! خوش بیا ایں سوے عالمِ جہات
زہرہ و ماہ و مشتری از تو رقیبِ یک دگر
از پئے یک نگاہِ تو کشمکشِ تجلّیات
صدق و صفاست زندگی، نشونماست زندگی
'تاابد از ازل بتاز ملکِ خداست زندگی'

تیری عقل زندگی کا حاصل اور تیرا عشق کائنات کا راز ہے، اے مٹی کے پُتلے، دُنیا کے اِس طرف آنا مبارک ہو! تیری وجہ سے زہرہ، چاند اور مشتری ایک دوسرے کے رقیب بن گئے ہیں کہ تیری ایک نگاہ کے لئے خدا کی تجلّیات میں کشمکش شروع ہوگئی ہے۔ زندگی سچائی اور پاکیزگی ہے، زندگی بڑھنا اور ظاہر ہونا ہے۔ "ازل سے ابد تک کہیں مت رکو کہ زندگی خدا کا ملک ہے۔"

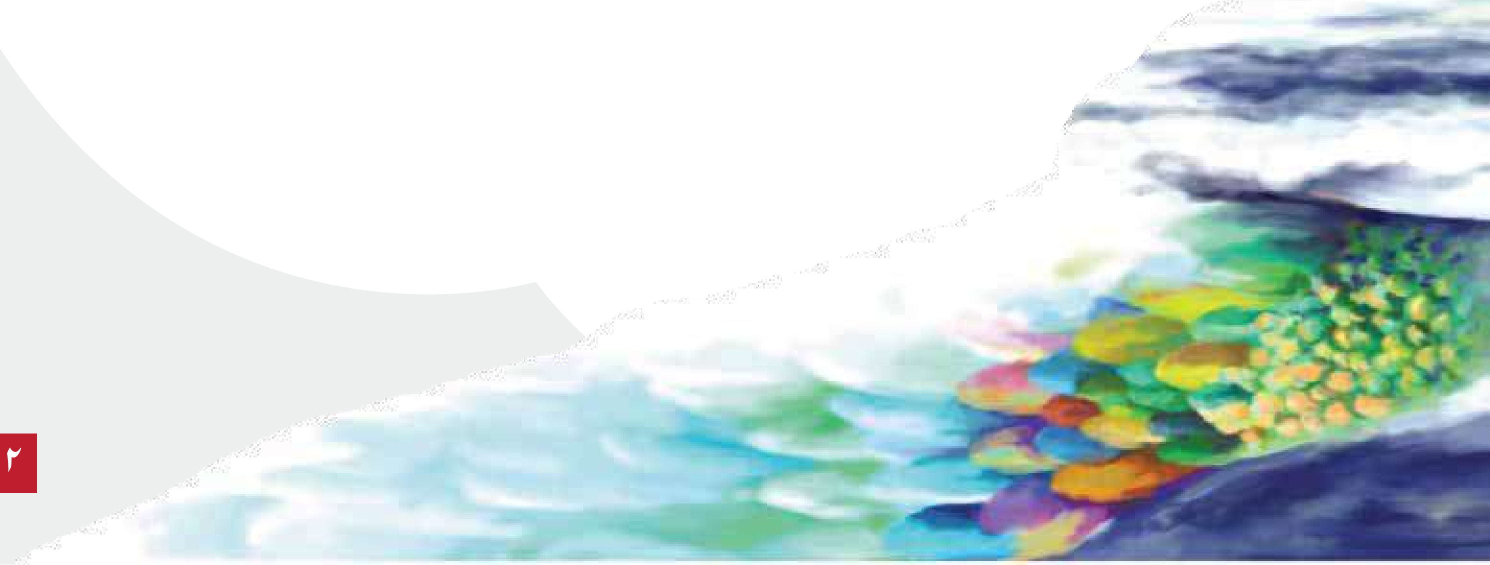

www.urduchannel.in

جہاں دوست

زندگی آگے بڑھنے کا نام ہے چنانچہ میں آگے بڑھتا رہا۔جب میں زمین سے اوپر اٹھا تو ہر شے جو پہلے اوپر دکھائی دیتی تھی اب مجھے نیچے نظر آنے لگی۔ یہ کائنات خدا کی ہے لہٰذا ہمیں اسے محبت کی نظر سے دیکھنا چاہیئے۔ ہمارے لیے کوئی بھی غیر نہیں کیونکہ ہم میں خدا کا اثر موجود ہے۔

چاند پر مکمل خاموشی تھی۔ رومی نے بتایا کہ یہ ہماری پہلی منزل ہے۔ اس کی سطح پر کئی آتش فشاں تھے مگر وہاں نہ ہوا تھی نہ کوئی آواز سنائی دیتی تھی۔ اس کے بادل کبھی برستے نہیں تھے اور اس سیارے پر زندگی نہیں تھی۔ میں آگے بڑھا تو مجھے محسوس ہوا کہ میں ہر چیز کو شک کی نظر سے دیکھ رہا ہوں۔ شائد یہ اس پراسرار فضا کا اثر تھا۔ آخر کار جب مجھے یوں لگا کہ میں شائد شک پر بھی شک کروں گا تو ایک نئی روشنی میرے ذہن میں نمودار ہوئی۔

عجیب منظر تھا۔ میرے بالکل سامنے اس تاریک غار میں ہمیشہ کی روشنی سے بھری ہوئی ایک وادی تھی۔ ہماری زمین پر روشنی کے گرد ہمیشہ اندھیرے کا کنارا ہوتا ہے مگر یہ روشنی ایسی تھی جس کا کوئی کنارا نہ تھا۔ سایہ بھی یہاں روشن ہو جاتا تھا!

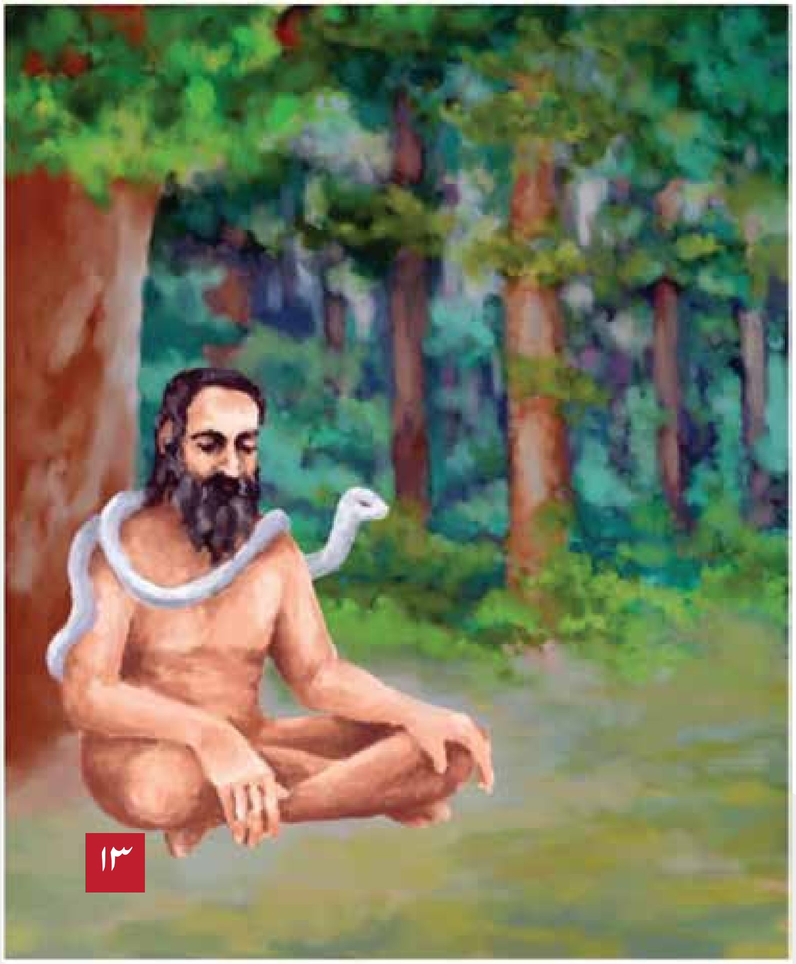

میں نے وادی کا جائزہ لینا شروع کیا۔ درخت بہت اونچے تھے اور ہر طرف پھیلے ہوئے تھے جیسے وہاں کے پتھروں نے زُنّار باندھ رکھے ہوں۔ ان میں سے ایک درخت کے نیچے ایک ہندو سادّھو بیٹھے تھے جن کے بارے میں رومی نے کہا کہ ان کا نام وِشوامتر ہے جس کا مطلب سنسکرت میں ہے 'سب کا دوست'!

میں نے وشوامتر کو دیکھا۔ ان کے جسم پر لباس نہ تھا اور ایک سفید سانپ اُن کے گرد لپٹا ہوا تھا۔ میں حیرت سے ان کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ انھوں نے آنکھیں کھول دیں اور ہم دونوں کو دیکھا۔ شائد وہ رومی سے پہلے ہی سے واقف تھے اوراب رومی نے میرا تعارف ایک مسافر، فلسفی اور شاعر کے طور پر کروایا۔

"تم خدا کا وجود کس طرح ثابت کرتے ہو؟" وشوامتر نے مجھ سے پوچھا۔
"اُس کا وجود ثابت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں،" میں نے جواب دیا۔ "وہ تو ہر جگہ نظر آتا ہے!"
وشوامتر میرے جواب سے بہت خوش ہوئے اور اپنی حکمت کے راز مجھ سے کہنے لگے۔"اگر تمہیں کسی میں برائی نظر آئے تو سمجھو کہ تمہارے دیکھنے میں کچھ قصور ہے ۔ سورج کو کہیں اندھیرا دکھائی نہیں دیتا!"
وہ اِسی طرح باتیں کرتے رہے۔ "جو خدا کو نہیں مانتا وہ گویا زندہ ہی نہیں ہے تو پھر اُس سے لڑنے کا کیا فائدہ؟ ایک سچا مومن اپنے اندر کی خرابیوں سے لڑتا ہے اور انہیں اس طرح شکار کرتا ہے جس طرح چیتا بڑی چستی کے ساتھ ہرن پر جھپٹے۔"
میں ان کی حکمت سے لبریز گفتگو سن رہا تھا۔وہ کہہ رہے تھے، "ایک دفعہ میں نے پھول سے پوچھا کہ تم تاریک مٹی میں سے خوشبو کیسے اخذ کر لیتے ہو؟ پھول نے مجھ سے کہا، تم خاموش بجلی میں سے کڑک کیسے سن لیتے ہو؟ ہمیں تو گرجنے کی آواز سنائی نہیں دیتی اور ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ ایک خاموش چیز جو آسمان پر چمکتی ہے اس میں سے تمہیں آواز کیسے سنائی دیتی ہے؟ شائد یہ ہم دونوں کی زندگی کے انداز میں فرق کی بات ہے۔ تم وہ اخذ کرتے ہو جو ظاہر ہے اور ہم وہ اخذ کرتے ہیں جو ظاہر نہیں ہے!"
ہندو فلسفی بولتے بولتے رُک گئے اور میں نے سوچا کہ شائد وہ ابھی کچھ اور کہیں گے مگر پھر اندازہ ہوا کہ وہ دوبارہ مراقبے میں چلے گئے تھے۔ وہ روشنی جس سے کچھ دیر پہلے تک وادی بھری ہوئی تھی اب اچانک غائب ہو گئی اور یوں مجھے اُس روشنی کا راز معلوم ہوا۔ وہ دراصل وشوامتر سے آ رہی تھی۔ اب وہ ضرور اُن کے اندر جگمگا رہی ہو گی کیونکہ انہوں نے اپنی توجہ بیرونی دنیا سے ہٹا کر اپنے اندر مرکوز کر لی تھی۔

سروش

اُس رات کے طلسم میں ایک نازنین ظاہر ہوئی جو اس تاریک رات میں ایک ستارے کی مانند چمک رہی تھی ۔ اس کی زلفیں اس کے دونوں شانوں پر کمر تک بکھری ہوئی تھیں اور اس کے چہرے سے جو روشنی پھوٹ رہی تھی وہ گردوپیش کے پہاڑوں اور میدانوں کو روشن کررہی تھی ۔ اپنے ہی حسن کے نشے میں غرق وہ گنگنا رہی تھی ۔ فکر اور تصّور کی روشنی اس کے گرد گردش کرتی تھی جس سے نئے نئے فنون جنم لے رہے تھے ۔ میں نے رومی سے کہا : " اے دانائے راز ! اس راز کو بھی مجھ پر روشن کردے ۔"

" اس چاندی کی طرح چمکتے ہوئے پیکر نے خدا کے ذہن کے اندر جنم لیا ۔" رومی نے کہا ۔ " لیکن اپنے ذوقِ نمو سے بیتاب ہوکر یہ اس دنیا میں آگئی۔ ہماری طرح یہ بھی آوارہ و تنہا ہے ۔ میری اور تمہاری طرح ایک مسافر ! یہ بے خود کرکے ہوش میں لاتی ہے ۔ اس کی شبنم کے قطرے سے ہماری کلیاں کھلتی ہیں اور شعلے اس کے سانس کی گرمی سے بھڑک اٹھتے ہیں ۔ اس کی وجہ سے ہی ایک شاعر اپنے دل کے تار چھیڑتا ہے اور اس کے محمل کا پردہ چاک ہوتا ہے ۔ میں نے اس کے نغمے کے اندر اپنے جہان کو دیکھا ۔ تم بھی ایک لمحہ کیلئے اپنے اندر اس کی آواز کے سوز کو محسوس کرو ۔"
میں نے غور کیا تو مجھے محسوس ہوا کہ میں بھی اپنے اندر وہ نغمہ سن سکتا ہوں جو وہ گارہی تھی :

ترسم کہ تو مے رانی زُورق بسراب اندر
زادی بہ حجاب اندر میری بہ حجاب اندر
بے دردِ جہانگیری آں قُرب میسر نیست
گلشن بگریباں کش اے بو بگلاب اندر
ایں صوتِ دلآویزے از زخمۂ مطرب نیست
مہجورِ جناں حورے نالد بہ رباب اندر

اس کا مطلب یہ تھا کہ مجھے ڈر ہے تم سراب میں کشتی چلا رہے ہو۔ پردے ہی میں پیدا ہوتے ہو اور پردے ہی میں مر جاتے ہو۔ دنیا کو حاصل کرنے کے کرب سے گزرے بغیر خدانہیں ملتا، اے اپنے آپ کو پھول کی خوشبو سمجھنے والے اپنے گریبان میں پورا باغ سمو جاؤ۔ یہ دلآویز آواز ساز بجانے والے کے مضراب کا کرشمہ نہیں ہے بلکہ جنّت سے دُور کوئی حُور رُباب میں چھپ کر رو رہی ہے۔

www.urduchannel.in

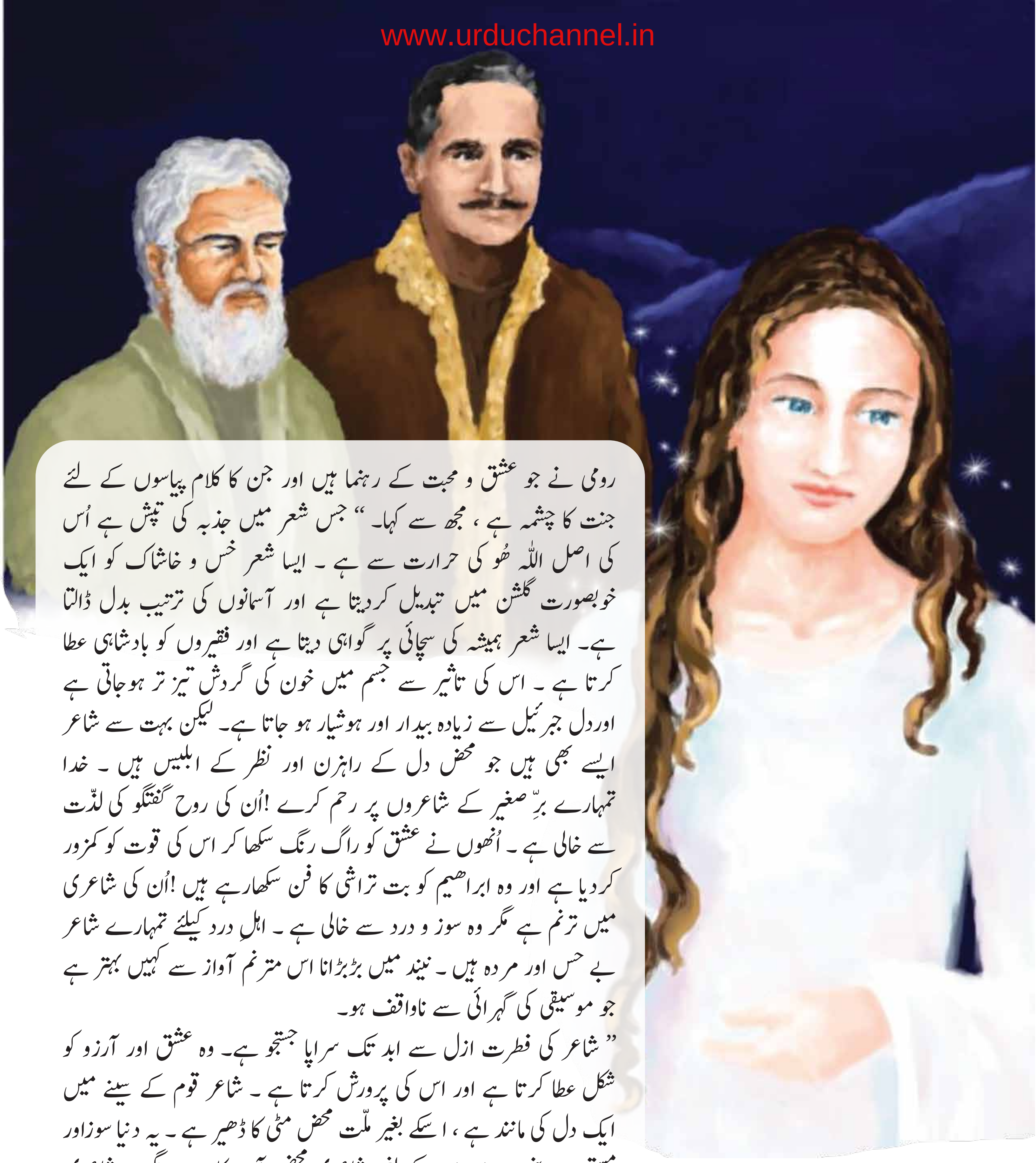

رومی نے جو عشق و محبت کے رہنما ہیں اور جن کا کلام پیاسوں کے لئے جنت کا چشمہ ہے ، مجھ سے کہا۔" جس شعر میں جذبہ کی تپش ہے اُس کی اصل اللہ ھُو کی حرارت سے ہے ۔ ایسا شعر خس و خاشاک کو ایک خوبصورت گلشن میں تبدیل کردیتا ہے اور آسمانوں کی ترتیب بدل ڈالتا ہے۔ ایسا شعر ہمیشہ کی سچائی پر گواہی دیتا ہے اور فقیروں کو بادشاہی عطا کرتا ہے ۔ اس کی تاثیر سے جسم میں خون کی گردش تیز تر ہوجاتی ہے اوردل جبرئیل سے زیادہ بیدار اور ہوشیار ہو جاتا ہے۔ لیکن بہت سے شاعر ایسے بھی ہیں جو محض دل کے راہزن اور نظر کے ابلیس ہیں ۔ خدا تمہارے برِّ صغیر کے شاعروں پر رحم کرے !اُن کی روح گفتگو کی لذّت سے خالی ہے ۔ اُنھوں نے عشق کو راگ رنگ سکھا کر اس کی قوت کو کمزور کردیا ہے اور وہ ابراھیم کو بت تراشی کا فن سکھارہے ہیں !اُن کی شاعری میں ترنم ہے مگر وہ سوز و درد سے خالی ہے ۔ اہلِ درد کیلئے تمہارے شاعر بے حس اور مردہ ہیں ۔ نیند میں بڑبڑانا اس مترنم آواز سے کہیں بہتر ہے جو موسیقی کی گہرائی سے ناواقف ہو۔

" شاعر کی فطرت ازل سے ابد تک سراپا جستجو ہے۔ وہ عشق اور آرزو کو شکل عطا کرتا ہے اور اس کی پرورش کرتا ہے ۔ شاعر قوم کے سینے میں ایک دل کی مانند ہے ، اسکے بغیر ملّت محض مٹی کا ڈھیر ہے ۔ یہ دنیا سوزاور مستی سے بنی ہے اور ان کے بغیر شاعری محض آہ و بکا ہے ۔ مگر وہ شاعری جس کا مقصد لوگوں کو تہذیب یافتہ بنانا ہو ، دراصل پیغمبری کی وارث ہے۔"

www.urduchannel.in

پیغمبروں کی وادی

جستجو بغیر کسی نقشے کے اپنی راہ تلاش کر لیتی ہے ۔ لہٰذا میں یرغمید کی وادی میں پہنچا۔ فرشتے اس وادی کو وادئی طواسین کہتے ہیں کیونکہ اسی وادی میں چار ”طاسین “یعنی خدا کے چار پیغمبروں کی تختیاں موجود ہیں۔

اس وادی کے حسن کو بیان کرنا مشکل ہے ۔ کم سے کم سات ستارے ہر وقت اس کا طواف کرتے ہیں ۔ اور اس وادی کی روشنی انسانوں اور فرشتوں کی فکر کو منور کرتی ہے ۔ پہلی طاسین پر بدھا کی تعلیمات اور اس کے جواب میں ایک گناہگار عورت کی فریاد تھی۔ ہم نے دیکھا کہ اس میں بدھا کی تعلیمات کے اہم نکات درج تھے :

”کوئی شے بھی ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے لہٰذا اسے گزر جانے دو ۔ غیب کو چھوڑو کہ یہ وہم و گمان ہے اور وہم و گمان کوئی چیز نہیں ۔ قابلِ قدر بات یہ ہے کہ تم اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے بے نیاز رہو ۔ اس دنیا کا حسن اس قابل نہیں کہ تم اس پر توجہ دو ، سیرت و کردار اور اچھے خیالات کا حسن ہی تمہارا مقصد ہونا چاہیے ۔“

گناہگار عورت کی فریاد کچھ یوں تھی ۔ " مجھے پھر سے بھٹکنے کیلئے مت چھوڑ دو۔ اپنی روح کے جلوے سے مجھے باندھے رکھو ۔ تمہاری ہی وجہ سے میرے دل میں وہ روشنی ہے جس نے مجھے چاند اور سورج سے بے نیاز کردیا ہے ۔ "

دوسری طاسین زرتشت سے متعلق تھی ۔برائی کی روح یعنی اہرمن اُن کو تبلیغ سے روک رہا تھا ۔ " یہ صحیح ہے کہ تم نے صداقت کو پالیا ہے ،" اہرمن اُن سے کہہ رہا تھا ، " مگر دنیا کو اِس کی تعلیم مت د و۔ اُن پیغمبروں کی مشکلات کو یاد کرو جو تم سے پہلے گز ر چکے ہیں ۔ نوح اپنی قوم کو بدل نہ سکے تھے اور آخر اُنہیں طوفان کی دعا مانگنی پڑی ۔دُوسرے انبیاِ اپنے ہی لوگوں کے ہا تھوں ستائے گئے اور مارے گئے ۔ لہٰذا جو خدا کو پالے اُسے چاہیے کہ وہ دنیا چھوڑ دے اور اپنی فکر کی دولت لئے ایک کونے میں اس طرح بیٹھ جائے کہ اُس کی آنکھیں ایک مستقل استغراق کی کیفیت میں بند ہوں ۔ یہ پیغمبری سے کہیں بہتر ہے ۔"

مگر زرتشت نے کہا ۔ " خدا کا نور ایک سمندر کی طرح ہے اور اُس میں مجھ جیسا طوفان کبھی پیدا نہیں ہو ا ۔ لہٰذا میرا یہ کام ہے کہ میں تاریکی کے ساحل پر حملہ کروں اورہر طرف روشنی پھیلا دوں۔ یہ میں کرکے رہو ں گا ۔ جو راہ میں نے چنی ہے ، تم مجھے اس میں پیش آنے والی مشکلات کا تذکرہ کرکے روک نہیں سکتے ۔ عشق جب پورا ہوتا ہے تو وہ دوسروں کو بہتری کی طرف بلائے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ "

تیسری طاسین مسیحؑ سے تعلق رکھتی تھی اور اس میں طالسطائی کا خواب تھا ۔ طالسطائی انیسویں صدی کا روسی مصلح تھا اور اس کو یہ بات بے حد تکلیف پہنچاتی تھی کہ بہت سی ایسی چیزیں عیسائیت کے نام پر عام ہوگئی تھیں جو اصل میں اس سے تعلق نہیں رکھتی تھیں ۔ اس کا خواب ایک ایسی وادی کے بارے میں تھا جو کوہسارِ ہفت مرگ کے اندر تھی اور جہاں کسی قسم کی زندگی کا وجود نہ تھا ۔ مٹی اتنی سیاہ اور کثیف تھی کہ چاند کی روشنی بھی یہاں تارکول میں بدل گئی تھی ا ور سورج بھی روشنی کیلئے پیاسا مرگیا تھا ۔ اس وادی کے عین درمیان میں پارے کا ایک تند و تیز چشمہ بہہ رہا تھا جس کی رفتار اور قوت دہشت ناک تھی ۔

وہاں طالسطائی نے ایک بے یارومدد گار آدمی کو دیکھا جو کمر تک اس چشمے میں پھنس گیا تھا اور مدد کے لئے چلّا رہا تھا۔ چشمے کے کنارے پر ایک خوبصورت عورت بیٹھی تھی جو کسی گڑیا کی طرح نازک تھی اور جس کے انداز میں جادو تھا۔ اُس کی نگاہ اچھے کو برا اور برے کو اچھا بنا دیتی تھی۔ اُس کا نام افرنگین تھا اوراس نے اہلِ کلیسا کو کافری سکھا دی تھی ۔ اب طالسطائی نے اس کو پہچاناجو اس سیمابی چشمہ کی دہشت ناک لہروں سے نبرد آزما تھا ۔ وہ حضرت مسیح کا حواری تھا جس نے انہیں دھوکے سے رومیوں کے حوالے کردیا تھا ۔ اُسی لمحہ ایک طاقتور لہر اس سے ٹکرائی اور اس نے ایک دردناک چیخ بلند کی ۔ اس لہر کی ٹکر نے اس کی ریڑھ کی ہڈی کو چیخ دیا تھا ۔ " اب کیا تم اس بات پر پچھتا رہے ہو کہ تم نے ہمارے مسیحؑ کے ساتھ کیا کیا ؟" افرنگین نے اُس غدار سے پوچھا جس کی اذیت میں اس طعنہ کو سن کر کئی گنا اضافہ ہوگیا۔

”دھوکے باز جادوگرنی!“ وہ درد سے چلّایا ۔ ” اپنے جرم کی طرف دیکھو جوزیادہ سنگین ہے ۔ تم لوگوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ خدا کو بھول کر اس مادّی دنیا کے ہوجائیں ۔ تمہاری وجہ سے عیسٰی کے ماننے والوں نے اُس کی روح کے ساتھ وہی کیا ہے جو میں نے محض ا سکے جسم کے ساتھ کیا تھا !“

چوتھی طاسین محمدؐ سے متعلق تھی جو آخری پیغمبر ہیں ۔ اس میں ابوجہل کا نوحہ درج تھا ۔ رسول اللہؐ کی کامیابیوں کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہوکر اُن کا یہ بدترین دشمن خانۂ کعبہ کے اندر اپنے قدیم خداؤ ں کے آگے رو رہا تھا اور اُن سے درخواست کررہا تھا کہ وہ اس کی مدد کیلئے اٹھ کھڑے ہوں ۔ ” اے لات و منات !“ وہ روتے ہوئے کہہ رہا تھا ۔ ” محمد نے میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے۔ وہ مساوات کی تعلیم دیتا ہے اور اُس نے ہمارے نوجوانوں کو سیدھی راہ سے بھٹکا دیا ہے۔ نوجوان اب اپنے بزرگوں کی بات نہیں سنتے۔ وہ پرانی روایات سے دور ہٹتے جارہے ہیں ۔ محمدؐ نے اُن کو ایک ان دیکھے خدا کی عبادت کرنا سکھا دیا ہے اور وہ ہمارے آبا ؤ اجداد کے خداؤں کو جھٹلاتا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ تما م انسان برابر ہیں اور ان میں نسل ، طبقہ اور حیثیت کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں ہے ۔ اے میرے آباؤ اجداد کے خداؤ ! جبرئیل کے سحر کو توڑ دو ! کعبہ سے رخصت مت ہونا اور اگرچلے ہی جاؤ توکم از کم میرے دل میں ہمیشہ موجود رہنا۔“

www.urduchannel.in

دو مُصلح

مجھے یہ یقین کرنا مشکل ہورہا تھا کہ جو کچھ ہورہا ہے وہ حقیقت ہے ۔ ہم خلا میں سفر کررہے تھے اور اب عطارد کے قریب پہنچ رہے تھے ۔ یہ ایک چھوٹا سا سیّارہ تھا جو بادل سے پیدا ہوا تھا ۔ یہاں صحرا، پہاڑ اور جنگل تو تھے مگر ابھی انسان کی دستبرد سے بچے ہوئے تھے اور اسی لئے یہاں فطرت میں تبدیلی کرنے والا کوئی نہیں تھا ۔

" مجھے یہاں زندگی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے،" میں نے رومی سے کہا ۔ " پھر یہ اذان کی آواز کہاں سے آرہی ہے ؟"

رومی نے بتایا کہ یہ پاک روحوں کا مقام ہے۔ ماضی کے اولےاِ اور بزرگ یہاں رہتے ہیں، جیسے فضیل ، ابو سعید ، جنید اور بایزید ۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہمیں جلدی چلنا چاہئیے تاکہ ہمیں اُس وقت کی نماز میں شامل ہونے کا موقع مل جائے ۔

ہم دونوں تیزی سے آگے بڑھے اور دیکھا کہ ایک ترک ایک افغانی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا ۔ رومی نے جیسے ہی اُنہیں دیکھا اُن کا چہرہ اشتیاق سے چمکنے لگا ۔

" موجودہ دور نے ان دواشخاص سے بہتر انسان پیدا نہیں کئے " اُنہوں نے مجھ سے کہا ۔ " عضیم مبلغ جمال الدین افغانی اور ترک مجاہد اور مصلح سعید حلیم پاشا ! ایسے لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرنا صحیح معنوں میں عبادت ہے ورنہ تو یہ محض جنت کے حصول کے لئے مزدوری کا نام ہے ۔"

افغانی سورۂ النجم کی قرات کر رہے تھے جو اس ماحول میں نہایت حسب حال معلوم ہورہی تھی ۔ میں نے محسوس کیا کہ قرآن کے اصل معانی میرے دل میں اب ظاہر ہورہے ہیں!

جیسے ہی اُنھوں نے نماز ختم کی میں آگے بڑھا اور ان کے ہاتھوں پر بوسہ دیا ۔ پھر رومی نے اُن دونوں سے میرا تعارف ''زندہ رود'' کے نام سے کروایا ۔ زندہ رود فارسی میں تندوتیز ندی کو کہتے ہیں اور چونکہ رومی کا خیال ہے کہ میں ہمیشہ تلاش میں رہتا ہوں اور زندگی کے سربستہ رازوں کی جستجو میں آگے ہی آگے بڑھتا رہتا ہوں ، بالکل اُسی طرح جیسے ایک تندوتیز ندی اپنے راستے میں آنے والی رکاوٹ کو توڑتی ہوئی آگے بڑھتی رہتی ہے، اِس لئے اُنھوں نے مذاق سے مجھے زندہ رود کانام دیا تھا۔

افغانی نے مجھ سے کہا کہ میں اِس دُنیا کے موجودہ حالات سناؤں جہاں میں آیا ہوں اور مجھے بڑے دکھ سے یہ کہنا پڑا کہ مسلمان اپنے عظیم ورثے کو بھول کر مغربی افکار و تصوّرات کے پیچھے بھاگ رہے ہیں ۔ وہ عالمگیر ملّتِ اسلامیہ کی ایک وحدت کے بجائے اپنی قومیتی شاخت سے وفاداریاں نبھا رہے ہیں اور اب اشتراکیت نے اُن کی رہی سہی قوت بھی چھین لی ہے ۔ اشتراکیت وہ نظریہ ہے جو روس نے ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد سے اپنایا ہوا ہے ۔اگرچہ ا سکا مقصد استحصال کا خاتمہ ہے مگر یہ دہریت کی تعلیم بھی دیتا ہے۔

'' مغرب کس قدر چالاک ہے ،'' افغانی نے اظہارِ خیال کیا ۔'' وہ اپنے علاقے میں قومیت کے پھل کا مزہ چکھ چکے ہیں اور مرکزیت کے بارے میں غور کررہے ہیں جبکہ تمھیں وہ ابھی تک اپنی روح کے بجائے اپنی قومیت سے وفاداری نبھانے کا درس دے رہے ہیں! اشتراکیت کا فلسفہ دینے والا مفکر مارکس بلاشبہ ایک ذہین آدمی تھا اور اس کے افکار کسی حد تک متاثر کن ہیں مگر بد قسمتی سے اس کا قلب مومن اور ذہن کافر تھا۔ اس کا فلسفہ پیٹ کی مساوات پر مبنی ہے جبکہ انسانیت کی اصل شان تو روح کی مساوات میں ہے ۔ مغرب نے بہت عرصہ سے روحانیت چھوڑ کر مادیت پر اپنی توجہ مرکوز کی ہوئی ہے۔''

'' مصطفیٰ کمال ہی کو دیکھ لو،'' سعید حلیم پاشا بھی گفتگو میں شامل ہوئے ۔ '' وہ بھی یہی غلطی دہرا رہا ہے ۔وہ نئے تصورات اپنا رہا ہے مگر تمام پرانی اقدار سے دور جارہا ہے ۔یہ تو اس طرح ہے کہ جیسے کوئی بچے کو نہلا تے ہوئے پانی کے ساتھ ساتھ بچے کو بھی بہا دے ۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے میرے دوست کہ قرآن کی آیات میں بہت سے ایسے جہان پوشیدہ ہیں جو ابھی تخلیق نہیں کئے گئے ۔ اگر تم دین سے بیزار ہو چکے ہو اور ایک نئ دنیا کی خواہش رکھتے ہو تو تمھیں بہت دور نہیں جانا پڑے گا ۔ قرآن کی آیات میں سے ایک نیا جہان ڈھونڈو اور اسے تخلیق کرو ۔''

'' قرآن کی جو تعلیمات ہمیں اِس دَور میں ضرور یا د رکھنی چاہئیں،'' افغانی نے عالمانہ شان کے ساتھ اضافہ کیا ۔ '' وہ یہ ہیں ۔ اول یہ کہ انسان زمین پر خدا کا نائب ہے ۔ دوم یہ کہ اطاعت کے قابل صرف اللہ کی حکومت اور اس کا آئین ہے ، نہ کہ زمینی آمروں کا ۔سوم یہ کہ سب کچھ اللہ ہی کا ہے اور مالداروں کو اللہ کی طرف سے امانت دی گئی ہے تاکہ وہ اسے دوسروں کی بھلائی کیلئے خرچ کریں۔ چہارم یہ کہ حکمت خیرِ کثیر ہے ۔ ''

www.urduchannel.in

افغانی نے ان چار نکات کی تفصیل کے ساتھ وضاحت کی اور جیسے جیسے وہ سمجھاتے جارہے تھے مجھے اپنے آپ میں فہم کی ایک نئی روشنی پھوٹتی محسوس ہورہی تھی ۔"بے شک اب میں اللہ کی کتاب کو زیادہ بہتر سمجھ گیا ہوں ،" جب وہ وضاحت کر چکے تو میں نے کہا۔"مجھے حیرت ہے کہ ہمارے مولوی اس کی تعلیم کیوں نہیں دیتے ؟"

" ہونہہ !" سعید نے ناگواری سے کہا ۔ " وہ قرآن کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ خدا کے نام پر فساد کروانا ہی اُن کا مذہب ہے۔ دراصل وہ یہی کچھ کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں ۔ "

رُومی پر بھی افغانی کے بصیرت افروز بیان نے بڑا گہرا اثر کیا تھا ۔ میں نے اُن کی آنکھوں میں آنسو دیکھے ۔ پھرُ انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا۔ " اپنی شاعری سناؤ کہ روح کو تڑپا دے اور جستجو بڑھا دے۔ "

میں اِس عزت افزائی پر بے حد مسرور ہوا اور اپنی ایک نظم کا یہ حصّہ سنایا۔

ایں گل و لالہ تو گوئی کہ مقیم اندہمہ
راہ پیما صفتِ موج نسیم اندہمہ
معنئ تازہ کہ جوئیم و نیابیم کجا ست
مسجد و مکتب و میخانہ عقیم اندہمہ
حرفے از خویشتن آموز و دراں حرف بسوز
کہ دریں خانقہ بے سوزِ کلیم اندہمہ

اس کا مطلب یہ تھا کہ باغ میں چلنے والی ہوا کی طرح وہ پھول بھی گرمِ سفر ہیں جنہیں لوگ ایک جگہ ٹھہرا ہوا سمجھتے ہیں۔ نئے معانی جو ہم تلاش کرتے ہیں مگر جو ملتے نہیں وہ ملیں بھی کیسے کہ مسجد، درس گاہیں اور میخانے سب بنجر ہیں۔ اپنے آپ سے ایک حرف سیکھ لو اور پھر اُسی میں جل جاؤ کہ اس خانقاہ میں موسیٰ کا سوز رکھنے والا کوئی نہیں ہے۔

www.urduchannel.in

قدیم بتوں کی مجلس

سورج اور چاند کے نور کے درمیان کی تہہ در تہہ فضا میں ہمارے سامنے شعلے رقص کررہے تھے جن سے انسان کے دل میں مزید سوز و گداز پیدا ہوتا ہے ۔ اسکی تپش نے میری خون کی رفتار کو تیز کردیا اور وہ میری رگوں میں پارے کی مانند بہنے لگا ۔ یہ اس لئے تھا کہ میرے جسم میں روح بیدار ہورہی تھی کیونکہ جب روح ایک ایسی دنیا کی جانب سفر کرتی ہے جس کی کوئی حد ہے نہ سمت تو وہ آزاد ہوجاتی ہے ۔ پھر موت اور قیامت محض اُس کی شان میں مزید اضافے کا بہانہ بن جاتے ہیں ۔

میں ایک چٹان کے سرے پر کھڑا اس نظارے کے حسن سے لطف اندوز ہورہا تھا ۔ یہ ایک وادی تھی جس کی زمین ہموار تھی۔ اس میں کوئی نشیب و فراز نہ تھے اور اس کی مٹی کی نرمی پانی کو بھی شرماتی تھی ۔

اس نے کہا۔ ”وہ مذہب سے دور ہوگئے ہیں۔

پرانے آثار کی تلاش میں انہیں لطف آتا ہے اور اپنے جہان کو وسعت دینے کے نام پر وہ ہمیں ایک نئ زندگی عطا کررہے ہیں ۔ ایک نئ داستان لکھی جانے والی ہے اور فضا ہماری خواہشات کے لئے ساز گار ہے ۔"

یہ سن کر بعل خوشی سے جھومنے لگا ۔ اس نے ان جھوٹے خداؤں کے سامنے ایک گیت گایا جو ہماری موجودہ حالت کو بیان کررہا تھا ۔ اس گیت کا خلاصہ اس طرح سے ہے :

" انسان آسمانوں سے پرے دیکھتا ہے مگر پھر بھی خدا نظر نہیں آتا تو وہ اپنی روح کے بجائے مادّی دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ زندہ باد اے یورپ کے مستشرق! تو ہمیں قبروں سے باہر نکال لایا ۔ اے قدیم خداؤ ! اب وقت ہمارے ساتھ ہے ۔

ذرا دیکھو کہ توحید کا حلقہ ٹوٹ چکا ہے اور آلِ ابراہیمؑ عشقِ الٰہی کی لذت کھوچکی ہے ۔ وہ اب علاقائی شناخت کے لئے سرگرداں ہیں اور مذہب ، وطن اور قومیت کے ہاتھوں شکست کھاچکا ہے ۔ رات کے خوف سے دن پیلا پڑ چکا ہے ۔ اے قدیم خداؤ ! اب وقت ہمارے ساتھ ہے ۔

انسانوں کو مذہب کے پھندوں سے آزاد ہوکر ہماری طرف رخ کرنا چاہیے کیونکہ ہماری طرف متوجہ ہو کر ہی وہ لذت پاسکتے ہیں ۔ وہ شیطان جو نظر آئے اُس خدا سے بہتر ہے جسے پردے میں رہنا پسند ہے ! اب وقت ہمارے ساتھ ہے ۔"

رومی نے ، جن کے ہر عمل سے خدا کی تعریف بیان ہوتی ہے ، ایسے یقین کے ساتھ ایک گیت گایا کہ تمام قدیم خدا اس طرح سجدے میں گر گئے جیسے ابراہیمؑ نے انہیں دوبارہ ضرب لگائی ہو ۔ رومی کا گیت یہ تھا :

باز بر رفتہ و آیندہ نظر باید کرد
ہلہ بر خیز کہ اندیشہ دگر باید کرد
عشق بر ناقۂ ایّام کشد محملِ خویش
عاشقی؟ راحلہ از شام و سحر باید کرد
پیر ما گفت جہاں بر روشے محکم نیست
از خوش و ناخوشِ او قطعِ نظر باید کرد
گفتمش در دل لات و منات است بسے
گفت ایں بتکدہ را زیرو زبر باید کرد

مطلب یہ تھا کہ جو گزر چکا ہے اور جو آنے والا ہے اُس پر دوبارہ نظر ڈالنی چاہئیے۔ چلو اٹھو کہ اب نئ سوچ ہونی چاہئیے۔ عشق نے وقت کی اونٹنی پر اپنا محمل باندھ لیا ہے۔ کیا تم عاشق ہو؟ تو پھر صبح اور شام تمہارے لئے گھنٹیوں کی طرح ہونے چاہئیں۔ میرے مرشد نے کہا کہ دنیا ایک سی حالت پر قائم نہیں رہتی تو پھر اس کی خوشی اور غم کی طرف بھی نہیں دیکھنا چاہئیے۔ میں نے مرشد سے کہا کہ میرے دل میں کئی لات اور منات ہیں۔ مرشد نے جواب دیا کہ پھر اس بتخانے کو درہم برہم کرنا چاہئیے۔

www.urduchannel.in

فرعون و مہدی

میرے سامنے ایک برف پوش پہاڑ تھا ۔ رومی مجھے اس کے دُوسری طرف موجود ایک گہرے ، زمرّد جیسے سمندر کی طرف لے گئے ۔ سمندر بالکل ٹھہرا ہوا تھا اور اس کی گہرائیوں سے کوئی لہر اٹھتی تھی نہ کوئی بھنور بنتا تھا ۔ رومی نے بتایا کہ اس کے مزاج میں ہمیشہ کا سکون ہے ۔

لہروں میں حرکت نہ ہونے کی وجہ سے سمندر بالکل شیشے کی طرح شفاف لگ رہا تھا اور اس کی تہہ بالکل واضح نظر آرہی تھی ۔

”یہ ان باغی روحوں کا مسکن ہے جنھوں نے اپنی طاقت کے بل پر حکومت کی اور خدائے غائب کے وجود سے انکار کیا ۔“ رومی نے مجھے بتایا ۔ ” اُن میں سے دو یہاں ہیں۔ایک کا تعلق مشرق سے اور دوسرے کا مغرب سے ہے ۔

ایک کو موسیٰؑ نے ضرب لگائی جبکہ دوسرا ایک درویش کے قہر کا نشانہ بنا ۔ دونوں سمندر میں پیاسے ڈوب مرے کیونکہ بلاشبہ ظالم کی موت خدا کی نشانیوں میں سے ایک ہے ۔ میرا ہاتھ تھامو اور میرے ساتھ آؤ۔ ''

رومی نے موسیٰؑ کی طرح سمندر کا سینہ چیر دیا اور پانی ہوا کی طرح اپنی جگہ سے ہٹ گیا ۔ اس کی تہہ میں ایک بے رنگ وبو اور سپاٹ وادی تھی ۔ اس میں تہہ در تہہ تاریکی کا راج تھا ۔ رومی نے سورۂ طٰہٰ پڑھنی شروع کی جو قرآن کی ایک انتہائی پر اثر سورہ ہے جس میں لوگوں کو موسیٰؑ کو دی جانے والی تکلیفوں اور مشکلوں کو یاد کرنے کو کہا گیا ہے ۔ اچانک اندھیرا اس طرح روشن ہوگیا گویا چودھویں کے چاند کی روشنی ہو اور اب مجھے پہاڑ نظر آنے لگے جو بالکل چٹیل اور انتہائی سرد تھے ۔ وہاں دو آدمی افسردہ اور پریشان پھر رہے تھے ۔ اُنھوں نے رومی کی طرف دیکھا اور ایک نے دوسرے سے کہا : '' حیرت ہے یہ روشنی کہاں سے آرہی ہے ؟ '' یہ فرعون تھا ، قدیم مصر کا مغرور اور ظالم حکمران جس نے موسیٰؑ کے لوگوں کو آزادی دینے سے انکار کیا تھا اور حق کو ٹھکرایا تھا ۔

رومی نے اسے جواب دیا : '' بلاشبہ یہ روشنی اپنے منبع سے پھوٹ رہی ہے جس طرح موسیٰؑ کے دائیں ہاتھ سے پھوٹی تھی جو کہ اُس نے تمہارے سامنے خدا کی نشانی کے طور پر پیش کیا تھا ۔ ''

'' آہ ! '' فرعون اپنے کرب پر قابو نہ رکھ سکا ۔ '' اُس وقت میں سچائی کو پہچان نہ سکا اور اب یورپ کے چور ہماری قبروں کو کھود رہے ہیں۔ ہماری ممّیاں دُنیا بھر کے عجائب خانوں کی زینت بن رہی ہیں ۔ اپنے اندر کی آنکھ سے ان کی طرف دیکھو اور ظلم کی حقیقت کو سمجھو ۔ بادشاہ اپنی رعایا میں پھوٹ ڈال کر اُن پر حکومت کرتے ہیں مگر اس طرح ملک ترقی نہیں کرسکتے ۔ کاش موسیٰؑ ایک بار مجھے دوبارہ مل جائے اور میں اُس سے ایک ایسا دل مانگ لوں جو حق کو پہچان سکے ۔ ''

رومی نے کہا کہ ہر حکومت محض جبر ہے جب تک وہ روح کی روشنی سے روشن نہ ہو ۔ فوج ، قید خانے اور زنجیریں سب رہزنوں کے ہتھکنڈے ہیں ۔ حقیقی حاکم وہی ہے جو ان چیزوں کے بغیر حکومت کرے ۔

فرعون کا ساتھی لارڈ کچنر تھا جو ایک زمانے میں برطانوی فوج کا سپہ سالار تھا ۔ میں جانتا تھا کہ جب اس نے سوڈان کو فتح کیا تو وہاں مہدی سوڈانی کی قبر کو کھود ڈالا جو ایک مجاہدِ آزادی گزرا تھا اور جس نے مغربی استعمار کا مقابلہ کیا تھا۔ کچنر نے ان برطانوی سپاہیوں کی موت کا بدلہ لینے کیلئے جو جنگ میں مہدی کے ہاتھوں ہلاک ہوئے تھے ، مہدی کی ہڈیوں کو قبر سے نکال کر دریا میں بہا دیا تھا ۔ بہت سال بعد کچھ دشمنوں نے کچنر کے بحری جہاز پر حملہ کردیا اور وہ سمندر میں ڈوب مرا۔

وہ یورپ پر کی گئی ملامت پر خاموش نہ رہ سکا ۔ '' نہیں، '' اُس نے فرعون سے کہا ۔ '' اہرام سے ممّیاں برآمد کرنے والے چور نہیں ہیں ۔ وہ آثارِ قدیمہ کے ماہرین ہیں اور تمہاری قبروں کو اس لئے کھود رہے ہیں تاکہ ماضی کے بارے میں جان سکیں ۔ ''

'' تم لوگوں نے ہماری قبریں تو علم و حکمت کی جستجو میں کھود ڈالیں مگر مہدی کی قبر میں تم کیا ڈھونڈنا چاہتے تھے ؟ '' فرعون بولا اور میں نے محسوس کیا کہ اس درویش کا نام لیتے ہی پانی میں بجلی سی کوندی ہے ۔ لہریں اُٹھیں اور آپس میں ٹکرا گئیں ۔ جنت کی ہوا کے ایک خوشبودار جھونکے کے ساتھ وہ خود وہاں آگئے ۔ '' اے کچنر ! '' انھوں نے کہا ۔ '' اگر نظر رکھتا ہے تو میرے انتقام کو دیکھ ! تجھے قبر بھی نصیب نہ ہوئی سوائے کھارے پانی کی تہہ کے۔ تو اُس میں غرق ہوا ۔ ''

مہدی کی روح بے چین اور پریشان نظر آتی تھی۔ اُنھوں نے عربی اور افریقی ممالک کے حکمرانوں کو پیغام دیا کہ وہ بیدار ہوں اور اپنی آزادی کے لئے ایک ہوجائیں ۔ '' اے ساربان ! ہمارے دوست تو پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کے شہر میں پہنچ چکے ہیں اور ہم ابھی تک راستے میں ہیں ۔ کیا کوئی ایسا گیت نہیں جو ہماری اونٹنی کی رفتار کو تیز تر کردے ؟ ''

www.urduchannel.in

مریخ کی شاندار دنیا

میں نے آنکھیں بند کیں اور پلک جھپکتے میں خود کو ایک نئی دنیا میں پایا ۔ یہ مریخ تھا ۔ یہ زمان و مکان کی ایک مختلف جہت میں موجود تھا ، مگر وہی سورج جو ہماری زمین کو روشنی اور توانائی عطا کرتا ہے ، اس نے یہاں ایک نئی طرح کے دن رات پیدا کئے تھے ۔ ہماری زندگی خود کو وقت کے ہر عمل کے مطابق ڈھال لیتی ہے لٰہذا میں نے مریخ کی دنیا کو سمجھنا شروع کردیا ۔ یہاں ہر نیا دن خوشی کی کوئی نئی وجہ اپنے ساتھ لے کر آتا ہے ۔ یہاں لوگ گزرتے وقت کے ساتھ بوڑھے نہیں ہوتے بلکہ ان سے ایک نور پھوٹتا رہتا ہے جس سے دن فضا کو منور کرتا ہے ۔ اس سیارے پر زندگی رات اور دن کو توانائی فراہم کرتی ہے اور اسی لئے مجھے خواہش ہوئی کہ زندگی کا جوہر دریافت کروں اور اسکے انداز سے واقفیت حاصل کروں کیونکہ یہاں دنیا کا وجود تب تک ہے جب تک زندگی ہے ۔

میں نے ایک مرغزار دیکھا ۔ اس مرغزار کے اندر ایک طویل رصد گاہ تھی ۔ اس کی دور بین نے سب سے بلند ستارے کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا ۔ میں دیکھ رہا تھا کہ دونوں دنیائیں ایک دوسرے سے مشابہت رکھنے کے باوجود کس قدر مختلف ہیں ۔ اور جب میں نے اس وسیع دنیا کا سرا ڈھونڈنا چاہا تو میری نظریں آسمان کی طرف اٹھ گئیں ۔

رومی نے ، جو کہ ایک تیز نگاہ رکھتے ہیں ، مجھے کہا کہ اس دنیا کی سیر کرو ، اس کے شاندار حسن کو دیکھو اور اس کے بارے میں علم حاصل کرو ۔ ” یہ دنیا بہت سے معاملوں میں بالکل ہماری دنیا کی طرح ہے ۔“ انھوں نے کہا ۔” یہ رنگ و بو سے سجی ہوئی ہے ، اس میں شہر ہیں ، آبادیاں اور مکانات ہیں ۔ مریخ کے رہنے والے یورپیوں کی طرح ہنر مند ہیں بلکہ روح و بدن کے علم میں یہ ان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔زمان و مکان پر ان کی گرفت ہم سے کہیں زیادہ ہے ۔ جس طرح ہمارے دل ہمارے بدن کے اندر قید ہیں اور اس کے زیرِ اثر ہیں ، اہلِ مریخ کے بدن ان کے دلوں کے اندر سموئے ہوئے ہیں ۔ لٰہذا اب تم سمجھ گئے ہوگے کہ خوشی کا تعلق دل سے ہے بدن سے نہیں ۔ ہماری زمین پر وجود کے دوحصّے ہیں : بدن ،جو نظر آتا ہے اور روح ، جو نظر نہیں آتی ۔ مریخ پر یہ تقسیم نہیں ہے ،یہاں فکر کی یکسوئی ہے ۔ جب ان میں سے کوئی مرنے کے قریب ہوتا ہے تو رخصت کا یہ تصوّر اس کے اندر ایک نیا ولولہ بھر دیتا ہے اور وہ دو دن پہلے اپنی موت کا اعلان کردیتا ہے ۔ یہاں بدن کو اپنی روح میں سمولینا اور اس جہان سے اپنے آپ میں سمٹ جانے کو موت کہتے ہیں ۔ مگر یہ بات ہماری سمجھ سے بالا تر ہے کیونکہ اہلِ مریخ کے بر خلاف ہماری روح ہمارے بدن کے قبضہ میں ہے ۔ بہر حال ، یہ موقع ہر کسی کو عطا نہیں کیا جاتا لٰہذا ہمیں یہاں ایک دو لمحے ٹھہرنا چاہیے ۔

www.urduchannel.in

مریخی ماہرِ فلکیات

اس رصد گاہ سے جس کا میں اوپر ذکر کرچکا ہوں ایک بوڑھا آدمی برآمد ہوا جس کی داڑھی بالکل سفید تھی اور جس کی زندگی علم و حکمت کی جُستجو میں کٹی تھی ۔ وہ تیز فہم تھا او راس کا لباس عیسائی پادریوں جیسا تھا ۔ وہ عمر رسیدہ اور سرو قد تھا، اُس کا چہرہ ترکوں کی طرح چمکتا ہوا تھا، وہ ہر طرح کے علم سے واقف تھا اور اُس کی آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ اُس نے ہمیں دیکھا تو اُس کا چہرہ کھل اُٹھا اور اُس نے فارسی میں ہم سے بات کرنا شروع کی ۔ اُس نے ہمیں اپنی دنیا کے لوگوں کی اِس حیرت انگیز ترقی کی کہانی سنائی ۔
اُس نے بتایا کہا کہ حضرت محمدؐ کے زمانے میں ایک پاکباز مریخی تھا جس نے زمین کے سفر کا اِرادہ کیا ۔ وہ موجودات کی مختلف فضاؤں میں پرواز کرتاہوا صحرائے حجاز میں جا اُترا ۔ جو کچھ اُس نے مشرق اور مغرب میں دیکھا اسے لکھ لیا او رواپس آگیا ۔ ” میں ایران بھی گیا ہوں اور انگریزوں کی سر زمین کی سیر بھی کی ہے، “ مریخی ماہرِ فلکیات نے ہمیں بتایا ۔ ” میں نیل اورگنگا کی وادیوں میں بھی پھرا ہوں۔ میں امریکہ ، جاپان او رچین میں دھاتوں اور معدنیات کی تحقیق کے لئے بھی گیا ہوں۔ انسانوں کے کارنامے میری نظر میں ہیں گو وہ ہمارے وجود سے بے خبر ہیں ۔“

www.urduchannel.in

" میں آسمان سے ہوں اور میرا ساتھی زمین سے تعلق رکھتا ہے ،" رومی نے کہا ۔ " یہ ایک آزاد روح ہے اور میں اِسے زندہ رُود کے نام سے پکارتا ہو ں۔ ہم آپ کی دنیا میں زندگی کی نئ جہتوں اور نئے تقاضوں کی جستجو میں آئے ہیں ۔ کیا آپ ہمیں اپنی دنیا کی سیر کروائیں گے ؟"

" یہ برخیا کے گردو نواح کا علاقہ ہے ،" ماہرِ فلکیات نے کہا ۔"برخیا ہمارے پہلے جدّامجد کا نام ہے جو تمام مریخ والوں کے باپ تھے، جیسے زمین کیلئے آدم اور حوا ہیں ۔ فرامرز نے جو برائی کاسردار ہے، برخیا کو بھی ایک ایسی دنیا کا خواب دکھا کر بھٹکانے کی کوشش کی جو اُس جنت سے زیادہ شاندار تھی جس میں خدا نے انہیں رکھا تھا ۔ ' وہ دنیا تمام دنیاؤں سے زیادہ اچھی ہے ، ' فرامرز نے کہا تھا ، ' اس دنیا میں کسی قسم کی پابندیاں نہیں ہے۔ ایک ایسی دنیا جہاں خدا ہے نہ اُس کا کلام، پیغمبر نہ جبرئیل !' مگر برخیا اس بیان سے متاثر نہ ہوئے اور فرامرز سے کہا کہ اگر وہ دنیا اتنی ہی خوبصورت ہے تو تم خود وہاں کیوں نہیں چلے جاتے۔ یوں ہمارے جدِ امجد نے ابلیس کا فریب نہ کھایا اور خدا نے صلے میں اُن کے لئے یہ دنیا تخلیق کی ۔ یہ مرغدین کہلاتی ہے ۔ آؤ ذرا اس کا شاندار نظارہ دیکھو۔ "

مرغدین شہر ایک شاندار مقام ہے جہاں بلند عمارتیں ہیں ۔ یہاں کے لوگ خوبصورت ، بے غرض اور سادہ ہیں ۔ وہ ایک ایسی زبان بولتے ہیں جو شہد کی طرح میٹھی ہے اور کانوں کو بھلی لگتی ہے ۔ وہ مادّی اشیٰا کے پیچھے نہیں بھاگتے بلکہ علم کے نگہبان ہیں اور اپنی حکمت ہی سے دولت کشید کرتے ہیں ۔ اس دنیا میں علم و ہنر کا واحد مقصد زندگی کو مزید بہتر بنانا ہے ۔ روپے سے وہاں کوئی واقف نہیں اور اُن کا مزاج بھی آسمان کو سیاہ کرنے والی مشینوں کاغلام بن جانے والا نہیں ۔ کسان سخت محنتی اور اپنے حال پر مطمئن ہیں ۔ وہاں کوئی زمیندار نہیں جو اُن کی کھیتی کو لوٹ سکے اور پیداوار کا پورا ثمر کسان ہی کو ملتا ہے۔ وہاں علم و حکمت دھوکے اور فریب کے لئے استعمال نہیں ہوتے ۔ اِسی لئے وہا ں نہ کوئی فوج ہے نہ قانون نافذ کرنے کی ضرورت کیونکہ مرغدین میں جرم کا وجود ہی نہیں ۔ بازار شورو غل اور مانگنے والوں کی پکاروں سے پاک ہیں۔

" یہاں کوئی مانگنے والا نہیں ہے،" مریخی ماہرِ فلکیات نے کہا۔ " نہ ہی کوئی غریب ہے ۔نہ غلام ہے نہ مالک ہے، نہ حاکم ہے اور نہ ہی کوئی محکوم!"

میں نے کہا،" یہ سب تو خدا کی مرضی سے ہوتا ہے کہ ہم فقیر پیدا ہوں یا کنگال ، حاکم پیدا ہوں یا محکوم ۔ وہی تقدیر بنانے والا ہے ۔ دلائل یا عقل سے قسمت کو بہتر نہیں بنایا جاسکتا ۔ "

" اگر تم تقدیر کے ہاتھوں تکلیف اٹھا رہے ہو ،" ماہرِ فلکیات نے جواب دیا ، اور اس کے انداز میں ایک واضح غصّہ تھا ،" تو خدا سے ایک نئ تقدیر مانگ لینا بالکل جائز ہے ۔ اس کے پاس تمہارے لئے تقدیروں کی کوئی کمی نہیں ہے ۔ تقدیر کی معنویت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ہی اہلِ زمین اپنی خودی کھو چکے ہیں ۔ تقدیر کا راز یہ ہے : اپنے آپ کو بدل دواور تمہاری تقدیر تمہارے ساتھ ہی بدل جائے گی ۔ اگر تم خاک ہو تو ہوا تمہیں بکھیر دے گی لیکن اگر تم چٹان بن جاؤ تو شیشہ بھی توڑ سکتے ہو ۔ اگر تم شبنم کا قطرہ ہو تو تمہاری تقدیر نیچے گر جانا ہے ، لیکن اگر تم سمندر ہو تو ہمیشہ رہنا تمہاری تقدیر ہے ۔ تمہارے نزدیک ایمان کا مطلب دوسروں سے مطابقت اختیار کرنا ہے اور چونکہ تم خود اپنے آپ سے موافقت نہیں رکھتے اس لئے تمہارے افکارو خیالات تمہارے لئے قید خانہ بن گئے ہیں ۔ اگر یہی ایمان ہے تو حیف ہے ایسے ایمان پر جو تجھے افیم کی طرح نشے میں مبتلا کردے !" پھر اس نے چند لمحہ توقف کے بعد اضافہ کیا : " ہیرا تب تک ہیرا ہے جب تک تمہاری نظر میں قابلِ قدر ہے ، ورنہ وہ محض پتھر کا ایک ٹکڑا ہے ۔ تم دنیا کو جس انداز میں دیکھو گے دنیا ویسی ہوجائے گی ۔ آسمان اور زمین بھی خود کو اس کے مطابق تبدیل کرلیں گے ۔ "

www.urduchannel.in

ایک ساحرہ

میں ہزاروں عمارتوں اور مختلف علاقوں سے گزر کر ایک وسیع میدان میں پہنچا جو اس شہر کے سرے پر واقع تھا ۔ میدان عورتوں اور مردوں سے پٹا پڑا تھا اور ان کے درمیان ایک دراز قد عورت کھڑی تھی ۔ حالانکہ اس کا چہرہ روشن تھا مگر وہ روح کے نور سے خالی تھی ۔ اس کے الفاظ بے جان اور اس کی آنکھیں بے تاثر تھیں ۔ وہ عشق اور اس کے آداب سے بے خبر تھی ۔ وہ جوانی کے جوش و جذبے سے محروم تھی للذا وہ ایک ایسے کبوتر کی طرح تھی جسے عشق کاشاہین رد کرچکا ہو ۔

اس نکتہ داں ماہرِ فلکیات نے بتایا کہ یہ اہلِ مریخ میں سے نہیں ہے ۔ یہ ایک سادہ عورت تھی اورمکروفریب سے دور تھی مگر فرامرز اسے یورپ سے اغوا کرلایا او رپیغمبرانہ طور طریقے سکھانے کے بعد اسے اہلِ مریخ کے درمیان بھیج دیا ۔ اب یہ کہتی ہے کہ یہ آسمان سے نازل ہوئی ہے اور اس کی دعوت ، دعوتِ آخرالزّما ں ہے۔ یہ عورت اور مرد کے مقام کے بارے میں بات کرتی ہے اور بدن کے رازوں کو کھل کر بیان کرتی ہے ۔ میں نے سنا وہ کہہ رہی تھی :

" اے عورتو ! ماؤں او ر بہنو ! تم کب تک محض ایک محبوبہ کی طرح زندگی گزاروگی ؟ مرد سے دوستی نے تمہاری زندگی کو دکھ سے بھر دیا ہے۔اُس سے ملنا موت کا پیغام ہے اُس سے دُور ہونا ہی تمہیں خوشی دے سکتا ہے ۔ وہ چالباز ہے ۔اس مصیبت سے دور رہو اور اس کے زہر سے اپنے خون کو آلودہ مت ہونے دو ۔ ایک ماں جب تخلیق کا درد سہتی ہے تو اس کا چہرہ زرد ہوجاتا ہے ۔ زندگی کس قدر شاندار ہو اگر تم جسم کے تعلق سے آزاد ہوجاؤ ۔"

رومی نے مجھ سے کہا : " لادینی تہذیب کانتیجہ دیکھ لو ۔ عشق ہی زندگی کا ابدی آئین ہے ۔ تہذیب کی بنیاد مذہب ہے اور مذہب کی بنیاد عشق ہے ۔ عشق بظاہر دل کو آگ کی طرح جلاتا اور تڑپاتا ہے مگر دراصل یہ خدا کے نور سے منور ہے ۔ عشق کی اندرونی توانائی اور جوش و جذبہ سے ہی علم و فن کی تخلیق ہوتی ہے اور وہ پھلتا پھولتا ہے ۔ عشق کے آداب سیکھے بغیر مذہب نامکمل رہتاہے ۔ اس لئے مذہب کو عشق والوں کی صحبت میں تلاش کرو ۔"

www.urduchannel.in

۵۔ مشتری کے آس پاس

مسافروں کا جہاں

اس کے بعد ہم ایسی ارواح سے ملے جنہوں نے بہشت میں رہنے کے بجائے ہمیشہ سفر میں رہنے کو پسند کیا ! میں اپنے اس دل کے قربان جاؤں جو مجھے ہر لحہ ایک نئے ویرانے سے آشنا کرتا ہے ۔ جب بھی میں قیام کے بارے میں سوچوں یہ مجھ سے کہتا ہے : ”اٹھو! جو اپنے آپ کو پہچانتا ہے اس کے لئے سمندر بھی معمولی چیز ہے ۔ اے مسافر ! جب خدا کی نشانیوں کی کوئی انتہا نہیں ، تو پھر تم یہ کیوں سمجھتے ہو کہ تمہارے سفر کی حد آگئی ؟“ لہٰذا اب میں اس مردِ پاک رومی کے فیض سے نئے نظاروں کی تلاش میں آسمانوں میں سرگرداں تھا۔ رومی نے اپنی روح کا جوش و جذبہ مجھ میں ڈال دیا تھا ۔ ہم مشتری کے باہر پہنچے ۔

مشتری ایک نامکمل سیارہ تھا جس کے گرد کئی چاند تیزی سے چکر لگا رہے تھے ۔ اسکے انگوروں سے ابھی تک شراب کشید نہیں کی گئی تھی نہ ہی اس کی مٹی میں ابھی آرزو اور عشق کا پودا اُگا تھا۔ چاند نصف رات کے وقت بھی آسمانوں کو اس طرح روشن کردیتے تھے کہ وہ دن کا وقت لگتا تھا۔ ہوا میں نہ گرمی تھی نہ ٹھنڈک ۔ میں نے اوپر دیکھا تو آسمان پر اس ستارے کو خود سے اسقدر قریب پایا کہ اس نظارے کی ہیبت سے میرے ہوش و حواس گم ہوگئے ۔ نزدیک و دور اور قریب ودور، سب تصورات ر آپس میں مدغم ہوگئے ۔

میں نے اپنے سامنے تین پاکباز روحوں کو دیکھا جو سرخ چادریں اوڑھے ہوئے تھیں ۔ ان کے چہرے ان کے دلوں کی تپش سے روشن ہورہے تھے اور ایسا لگتا تھا کہ وہ پتھروں کو بھی پگھلا سکتے ہیں ۔ وہ روزِ الست کی لذّت میں گم تھے جب خدا نے تمام روحوں سے پوچھا تھا، "کیا میں تمہارا خدا نہیں ؟" اور ان سب نے جواب دیا تھا ، " یقیناً۔آپ ہی ہیں!" وہ تینوں نغمے گا رہے تھے اور اپنی ہی موسیقی سے مسرور نظر آتے تھے ۔

رومی نے مجھ سے کہا ۔" اس طرح بے خود نہ ہو۔ ان کے نغموں سے زندگی کا پیغام حاصل کرو ۔ غالب ، حلّاج اور اس ایرانی خاتون کے نغموں نے طوفان برپا کئے تھے ۔ ان کی روح رہنے والی ہے کیونکہ انہوں نے یہ جذب و شوق ا س کائنات کے دل سے حاصل کیا ۔ "

حلّاج کا نغمہ یہ تھا۔

شریکِ حلقۂ رندانِ بادہ پیما باش
حذر زبیعتِ پیرے کہ مردِ غوغا نیست!

گویا شراب پی کر مست رہنے والوں کی صحبت میں بیٹھو۔ ایسے بزرگ کی بیعت سے بچو جسے ہنگامے پسند نہیں!

پھر میں نے غالب کو سنا، وہ کہہ رہے تھے ۔

اگر زشحنہ بود گیر و دار نندیشم
و گر زشاہ رسد ارمغاں بگردانیم

یعنی اگر کوتوال پکڑدھکڑ مچائے تو ہم پرواہ نہ کریں اور اگر بادشاہ کی طرف سے بھی تحفہ آئے تو ہم قبول نہ کریں۔

وہ ایرانی خاتون جن کا ذکر رومی نے کیا تھا ،قرۃالعین طاہرہ تھیں ، جو شہید کی گئی تھیں ۔ ان کا نغمہ یہ تھا۔

از پئے دیدنِ رُخَت ہمچو صبا فتادہ ام
خانہ بخانہ، در بدر، کوچہ بکوچہ، کو بکو!
می رود از فراقِ تو خونِ دل از دو دیدہ ام
دجلہ بدجلہ، یم بہ یم، چشمہ بہ چشمہ، جو بجو!

مطلب یہ تھا کہ تمہارا چہرہ دیکھنے کے لئے میں باغ کی ہوا کی طرح پھر رہی ہوں، ہر گھر،ہر دہلیز،ہر گلی،ہر محلّہ! تمہاری جدائی میں میرے دل کا خون میری دونوں آنکھوں سے بہہ رہا ہے، ہر دریا میں، ہر سمندر میں، ہر چشمے میں، ہر ندّی میں!

www.urduchannel.in

مکالمہ

میں نے حلاّج سے پوچھا کہ آپ نے اور ان دونوں روحوں نے جنّت کو کیوں ٹھکرادیا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم جیسی آزاد روحوں کے کئے ہمیشہ سفر میں رہنا ہی بہترین جنت ہے ۔ پھر میں نے اُن سے کچھ اور سوال پوچھے جن میں سے ایک وہ تھا جس نے مجھے ہمیشہ سے الجھن میں مبتلا کیا ہوا تھا ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ، حلاج کو " اناالحق " کا نعرہ بلند کرنے کی وجہ سے سولی پر لٹکا دیا گیا تھا ۔ اس نعرے کا ایک مطلب تو یہ ہوسکتا ہے کہ " میں صداقت ہوں " اور دوسرا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ " میں خدا ہوں " ۔ میں ہمیشہ سے یہ جاننا چاہتا تھا کہ اس کا اصل مطلب کیا تھا اور اب مجھے یہ موقع مل گیا تھا کہ میں اس صوفی سے براہِ راست یہ سوال کرسکوں ۔

www.urduchannel.in

"میں نے ایک ایسی قوم دیکھی جو زندگی سے دور ہوتی جارہی تھی تو میں نے سوچا کہ میں ان کو بیدار کردوں"، حلّاج نے کہا۔ "وہ کہتے تھے کہ وہ خدا پر یقین رکھتے ہیں مگر اُنہیں خود پر یقین نہیں تھا ۔ تم اس قادرِ مطلق پر یقین کیسے کرسکتے ہو اگر تمہیں اپنے آپ پر یقین نہ ہو ؟"
اس نکتے پر طاہرہ نے بھی گفتگو میں حصہ لیا ۔ "جن کا عشق عقل کی پہنچ سے باہر نکل چکا ہو اُن کے عمل سے نئی دنیائیں جنم لیتی ہیں۔" اُس نے مجھ سے کہا ۔ "شہید زمانے کے ضمیر میں چھُپ جاتا ہے ۔"
مجھے غالب سے بھی ایک ایسا ہی سوال کرنا تھا جس نے مجھے اُلجھن میں مبتلا کیا ہوا تھا ۔ زمین پر اُن کے ایک ایک شعر پر خاصی بحث ہورہی تھی مگر اُس کے معنی مجھ پر واضح نہیں تھے :

قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ
اے نالہ نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے!

گویا بلبل جو پھول سے محبت کرتی ہے اُس نے پھول سے رنگ حاصل کئے ہیں جبکہ کوئل بھی پھول سے محبت کرتی ہے مگر وہ ایک مٹھی بھر راکھ کی مانند دکھائی دیتی ہے !
میں نے غالب سے درخواست کی کہ وہ اس شعر کی وضاحت کریں ۔ اُنھوں نے جواب دیا ۔ " محبت ہر ایک پر مختلف اثر کرتی ہے ۔ یہ تمہیں رنگوں سے بھی نواز سکتی ہے اور تمہیں جلا کر خاک بھی کرسکتی ہے ۔ یہ اِس پر منحصر ہے کہ تم اس سے کیا اثر لیتے ہو ۔"
پھر میں نے سوال کیا کہ کیا ہر دنیا کے لئے الگ الگ انبیاِ بھیجے گئے ہیں اور انھوں نے جواب دیا کہ کائنات میں جہاں کہیں بھی زندگی کا نشان موجود ہے وہاں " رحمت اللعالمین " موجود ہیں ۔ رحمت اللعالمین تو حضرت محمدؐ کا لقب ہے اس لئے میں نے غالب سے کہا کہ اس کی مزید وضاحت کریں ۔ مگر ان کو اس میں تامّل تھا ۔ غالب کو ہچکچاتا دیکھ کر حلّاج نے بے خوفی سے کہا :" حضرت محمدؐ تمام جہانوں کے سردار ہیں اوروہ خدا کے اس فرمان کے معانی کی گہرائی کو ظاہر کرتے ہیں جو خدا نے رسولِ پاکؐ کی معراج سے متعلق کہاکہ سب عزّت اُس خدا کے لئے ہے جو عبدہٗ یعنی اپنے بندے کو ایک رات میں آسمان پر لے گیا۔ اِس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ عبدہٗ انسان بھی ہے مگر جوہر سے الگ بھی نہیں ہے ۔

"مجھے بتائیں"، میں نے حلّاج سے کہا ۔ "ہم دنیا میں خدا کو کس طرح دیکھ سکتے ہیں ؟"
"پہلے اسکے نقش کو اپنی روح پر ثبت کردو"، حلاج نے جواب دیا ۔ "پھر اُس کو دنیا پر ثبت کرو۔ پھرتم جدھر نظر اٹھاؤ گے اُسے پاؤ گے۔ تم اُس کے نقش کو دنیا پر عشق سے بھی ثبت کرسکتے ہواور طاقت سے بھی مگر عشق بہتر ہے کیونکہ خدا کا جلوہ طاقت کی بجائے عشق میں زیادہ واضح ہوتا ہے ۔"
پھر میں نے شیطان کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہوتا ہے مگر میں اسے بدبخت کہنے کی غلطی کربیٹھا ۔ حلّاج نے فوراً مجھے کہا کہ میں اپنے الفاظ پر دھیان دوں ۔ "وہ اہلِ فراق کا سردار ہے"، اُس صوفی نے کہا ۔ "اُسی کی وجہ سے ہم انسان یہ دیکھنے کے قابل ہوئے ہیں کہ تکلیفوں اور مشکلات کے بعد حاصل ہونے والے صلے میں کتنا لطف ہوتا ہے ۔ ہم اُس کے اسرار نہیں جانتے کیونکہ وہ عشق اور عبادت میں ہم سے بہت پرانا ہے ۔"
مجھے روح پر حکومت کرنے والی ان شخصیات کی صحبت میں اس قدر لطف آرہا تھا کہ میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ کچھ دیر اور میرے ساتھ رہیں مگر وہ اس پر راضی نہ ہوئے ۔ انھوں نے کہا کہ انہیں آگے بڑھنا ہے ۔ جیسے ہی وہ رخصت ہوئے میں نے اپنی آنکھیں بند کیں تاکہ اس صحبت کو آنکھوں کے ذریعے اپنے دل میں بسا لوں ۔

www.urduchannel.in

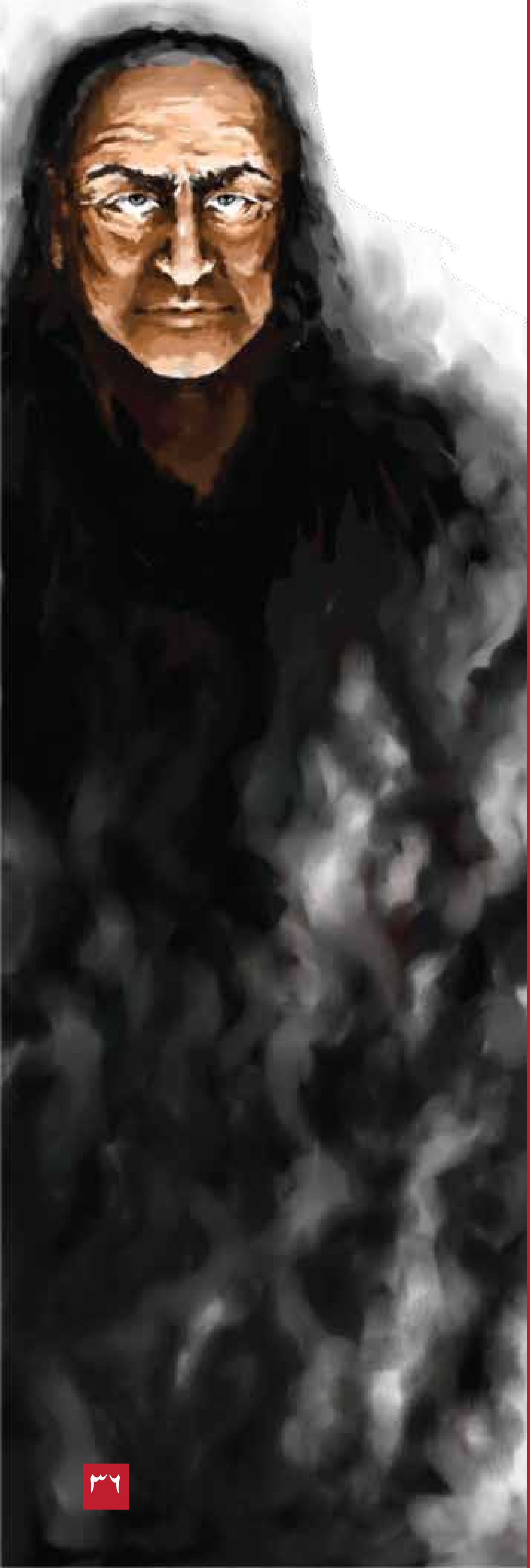

ابلیس

اچانک میں نے دیکھا کہ جہان تاریک ہوگیا۔ ہر طرف تاریکی چھاگئی۔ اُس رات میں ایک شعلہ ظاہر ہوا اور اس میں سے ایک بڑے میاں باہر آئے۔ وہ ایک گہری سیاہ قبا میں ملبوس تھے اور چاروں طرف سے دھوئیں کے مرغولہ میں ڈھکے ہوئے تھے۔ رُومی نے مجھے بتایا کہ یہ ابلیس ہے۔ جو محبوب سے بچھڑنے کا درد جانتے ہیں یہ ان کا سردار ہے۔ یہ سراپا تپش ہے اور اس کا پیالہ شراب سے نہیں بلکہ اس کے اپنے ہی خون سے بھرا ہوا ہے۔

میں نے محسوس کیا کہ ابلیس ایک بزرگ اور سنجیدہ مزاج شخص تھا اور بہت کم بولتا تھا۔جب وہ نظر اٹھاتا تھا تو جسم میں روح کو دیکھ لیتا تھا۔ وہ نشے میں بدمست تھا مگر عالِم، فلسفي، صوفی اور راہب بھی تھا۔ اس کي فطرت وصال کی لذت سے ناآشنا تھی۔ خدا سے دوری اس کی عبادت تھی اور اُس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کرکے اِس عبادت کا حق ادا کیا تھا۔ ذرا اُس کی مشکلات اور اُس کی استقامت پر نظر ڈالو کہ خیروشر کی جنگ میں یہ شر کے ساتھ ہی سہی مگر آج تک ثابت قدم رہا ہے۔

میری روح میرے جسم میں بے چین ہوگئی اور میرے لبوں سے ایک آہِ سرد نکلی۔ اس نے نیم وا آنکھوں سے میری طرف دیکھا اور کہا۔ ”میرے سوا کون اپنے عمل میں پورا اتر سکا ہے ؟ میں تو جمعہ کو بھی چھٹی نہیں کرتا۔ میرے پاس کوئی فرشتے یا خدمتگار نہیں اور نہ ہی اپنا پیغام پہنچانے کے لئے مجھے انبیاء کی ضرورت ہے۔ اور اس کے باوجود میں نے روحوں پر غلبہ پالیا ہے۔ اے بے خبر! میں نے سجدے سے انکار کرکے خیرِ وشر کے نظام کو قائم کیا ہے۔ میں نے آدم کے درد کو محسوس کیا اور اس کی خاطر خدا کا قہر برداشت کیا۔ میں نے اپنی برائی کو ظاہر کیا تاکہ تم اپنی قوتِ ارادی کی لذت سے آشنا ہو سکو۔ تم مجھے میری بدنصیبی سے نجات کیوں نہیں دلادیتے ؟ میری شیرینی اور تلخی سے بے نیازی اختیار کرتا کہ میرا نامۂ اعمال اور زیادہ سیاہ نہ ہو۔ شکاری شکار کے دم سے ہے، اگر شکار ہوشیار ہو تو شکاری کا وجود ہی نہیں رہتا۔“

www.urduchannel.in

میں نے اس سے کہا: "تم جدائی کے راستے پر کیوں چل رہے ہو؟ بلاشبہ خدا علیحدگی کو پسند نہیں کرتا۔"

"جدائی کا درد ہی زندگی کو نظم بخشتا ہے۔" اس نے کہا۔ "آہ! فراق کی لذت میں کس قدر سرور ہے۔ میں وصال کی بات نہیں کرسکتا کیونکہ اگر وصل ہوا تو ہم دونوں وہ نہیں رہیں گے جو ہیں!"

میں نے محسوس کیا کہ خدا سے اتصال کی بات کرنے سے اس کا دل تڑپ اٹھا ہے۔ کچھ دیر وہ اپنے دھوئیں کے اندر لوٹ پوٹ ہوتا رہا اور پھر اسی کے اندر گم ہوگیا۔ پھر مجھے اس دھوئیں کے اندر سے ایک فریاد سنائی دی: "اے خیر و شر کے خدا!" اس آواز نے پکارا۔ "میں انسانوں کے ہاتھوں خراب ہوگیا ہوں۔ یہ کبھی میری نافرمانی نہیں کرتے۔ انہوں نے خود پر سے اپنی آنکھیں بند کرلی ہیں اور اپنے ممکنات کو دریافت نہیں کرسکے۔ اے خدا! میں ان فرمانبردار انسانوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میری گذشتہ عبادتوں کا مجھے صلہ دے اور مجھے ایک طاقتور دشمن عطا کر، ایک ایسا دشمن جو صاحبِ نظر ہو۔ ان مٹی کی گڑیاؤں کو مجھ سے واپس لے لے۔ اس بڑھاپے میں میں ان سے کھیلتا اچھا نہیں لگتا۔ اے خدا! کوئی ایسا شخص میرے حوالے کر جو میرا انکار کرسکے اور مجھ پر غالب آجائے۔ جس کی ایک نگاہ مجھ پر کپکپی طاری کردے۔ اے خدا! میں شکست کی لذت کے لئے تڑپ رہا ہوں۔"

www.urduchannel.in

۶۔ زحل کا تاریک جہنّم

خون کا سمندر

” اے سخت جان مسافر، کیا تم اُس سیارے کو دیکھ رہے ہو جس نے ایک دمدار ستارے کی دم چوری کر کے اپنی کمر کے گرد لپیٹ رکھی ہے ؟“ رومی نے زحل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھ سے پوچھا۔ ” اس سیّارہ کی رفتار اس قدر سست ہے کہ یہ ساکن نظر آتا ہے۔ ہر اچھی چیز یہاں بری ہو جاتی ہے اور روزِ الست سے لے کر آج تک ان گنت فرشتے اس سیارے پر کوڑے برسا رہے ہیں ۔ یہ وہ دنیا ہے جسے آسمانوں نے رد کر دیا ہے اور سورج کی مدھم اور نہ ہونے کے برابر روشنی نے اس کے دنوں کو تاریک کر دیا ہے ۔ یہ ان روحوں کا ٹھکانہ ہے جن کے لئے کوئی روزِ الست نہیں ہے ۔ جیسے کہ وہ دو عفریت جنھوں نے اپنے ذاتی عیش و آرام کی خاطر اپنی قوم کی روح کو قتل کر ڈالا ۔ میری مراد بنگال کے جعفر اور دکن کے صادق سے ہے جو انسانیت ، مذہب اور اپنے ملک سب کے لئے باعث شرم ہیں ۔ اُن کی غداری کی وجہ سے ہندوستان فرنگیوں کا غلام بن گیا اور مسلمان جنھوں نے دوسری قوموں کو ظلم سے نجات دلائی تھی خود ظلم کا شکار ہو گئے۔“

میں نے جو کچھ دیکھا وہ بیان سے باہر ہے ۔ جب بھی میں اس کے بارے میں سوچتا ہوں دہشت سے میرے حواس گم ہو جاتے ہیں ۔ وہاں خون کا ایک وسیع و عریض سمندر تھا جس کے اندر بھی طوفان اٹھ رہے تھے اور باہر بھی ۔ مگر مچھ کے بجائے اس کی فضا میں پروں والے ایسے سانپ تھے جن کے سر رات کی طرح سیاہ اور بال و پر چاندی جیسے سفید تھے ۔ اُس سمندر کی موجیں چیتے کی طرح لپکتی تھیں اور ان کی دہشت سے مگر مچھ بھی ہلاک ہو چکے تھے اور ساحلوں پر مردہ پڑے تھے ۔ اسکے ساحل بھی پرسکون نہیں تھے کیونکہ چٹانیں ہر لمحہ ٹوٹ ٹوٹ کر وہاں گر رہی تھیں ۔

خون کی موجوں کے درمیان میں میں نے ایک کشتی دیکھی ۔ اس میں دو آدمی بیٹھے تھے جن کے چہرے پیلے پڑ چکے تھے ۔ ان کے جسم برہنہ اور بال بکھرے ہوئے تھے ۔

اچانک آسمان شق ہوگیا اور اس میں سے ایک خوبصورت دلہن برآمد ہوئی خدا کی عظمت اور نور اس کی پیشانی سے پھوٹ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں آسمانوں کا فخر و غرور ہلکورے لے رہا تھا ۔ اس کا لباس گلاب کی پتیوں سے بنا ہوا تھا اور بادلوں سے زیادہ لطیف تھا ۔ مگر وہ ایک غلام کی طرح زنجیروں میں بندھی ہوئی تھی اور دردناک آواز میں مدد کے لئے پکار رہی تھی ۔

" یہ ہندوستان کی روح ہے ، " رومی نے مجھ سے کہا ، " اس کی فریاد سے دل پھٹتا ہے ۔ "

" ہندوستان کے رہنے والوں کو اب اپنے ملک کی عزت وناموس کی کوئی پرواہ نہیں ہے ۔ " دلہن نے فریاد کی ۔ " وہ اپنے آپ سے ناآشنا ہیں ۔ انہوں نے ماضی پر اپنی نظریں جما رکھی ہیں اور ایک بجھے ہوئے شعلے سے شوق کی گرمی حاصل کرنا چاہتے ہیں ! میرے ہاتھ پاؤں ان ہی کی وجہ سے زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ۔ اور میری فریاد بھی بے اثر ہے ۔ وہ اپنی خودی ترک کرچکے ہیں اور پرانی رسوم کی قید میں ہیں ۔ ان طور طریقوں سے ہشیار رہو جو تمہیں دنیا سے بے گانہ کردیں ۔ خدا ہمیں ظلم کو خاموشی سے برداشت کرنے کی عادت سے بچائے ! جبر ظالم کے لئے بھی زہر ہے اور مظلوم کے لئے بھی ۔ ہندوستان کی آزادی کی صبح کب طلوع ہوگی ؟ جعفر مرگیا مگر اس کی روح ابھی زندہ ہے !"

اس ڈولتی ہوئی کشتی میں بیٹھے دو آدمیوں میں سے ایک نے کہنا شروع کیا : " آہ ! زندگی اور موت دونوں نے ہمیں رد کردیا ۔ " وہ فریاد کررہا تھا ۔ " مرنے کے بعد ہم شدید اذیت میں مبتلا دوزخ کے دروازوں پر پہنچے مگر اس نے ہمیں جلانے سے انکار کردیا ۔ ' میں اپنے شعلوں کو ان کافروں سے پاک رکھنا چاہتی ہوں ، ' اس نے کہا ، ' روح میرے اسرار میں سے ایک ہے ۔ دور ہو جاؤ کہ غداروں کی روح موت کی آغوش میں بھی سکون نہیں پاسکتی ۔ ' اے تیز ہوا ، اے لہو کے سمندر ! اے زمین ! اے نیلے آسمان ! اے ستارو ! اے چاند ! اے سورج ! اے قلم ! اے علم الغیب ! اے کتاب ! اے سفید بتو ! اے مغرب کے خداؤ ! کیا کوئی ایسا مالک نہیں ہے جو ایک غدار کو اپنے غلام کے طور پر قبول کرسکے ؟"

اچانک ایک ہولناک صدا بلند ہوئی ۔ سمندر اور صحرا شق ہوگئے ۔ ہر جوڑ ڈھیلا پڑگیا اور چٹانیں ایک دوسرے کے اوپر گرنے لگیں ۔ پہاڑ بادلوں کی طرح اڑنے لگے ۔ ایسا لگا جیسے صور پھونکے بغیر ہی قیامت آگئی ہے ۔ بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک بھی اپنی اندرونی تپش کی وجہ سے بحر خوں میں پناہ ڈھونڈنے لگی ، پر زور موجیں کناروں سے بلند ہونے لگیں اور ہر چیز خون کے سمندر میں غرق ہوگئی ۔

ستاروں کے کارواں نے یہ سب دیکھا اور لاپروائی سے گزرگیا۔

www.urduchannel.in

۷۔ ستاروں سے آگے

جنّت

میں آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ میں کائنات کے آخری سرے پر پہنچ گیا ۔ میں نے ہر جگہ زندگی کو موت پر غالب دیکھا تھا اور وقت کی ہر جگہ مختلف پایا ۔ ہمارے زمینی وقت کا ایک سال ، کہیں تو ایک مہینہ کی طرح گزرتا تھا اور کہیں ایک لحظہ کی طرح ۔ میں نے دیکھا کہ ہر دنیا میں مختلف قوانینِ فطرت کی حکمرانی تھی ۔

کائنات کے آخری سرے پر میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کی آواز میں درد ہی درد تھا ۔ اسکی نظر عقابوں سے زیادہ تیز تھی اور اس کا چہرہ اس کے سینے میں بھڑکتی آگ سے روشن ہورہا تھا ۔ وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا :

نہ جبریلے ، نہ فردوسے ، نہ حورے ، نے خداوندے
کفِ خاکے کہ می سوزد زجانِ آرزو مندے!

یعنی نہ جبریل، نہ جنّت، نہ حُور، نہ خدا، بس ایک خاک کی مُٹھی جسے ایک بے چین رُوح جلاتی رہتی ہے!

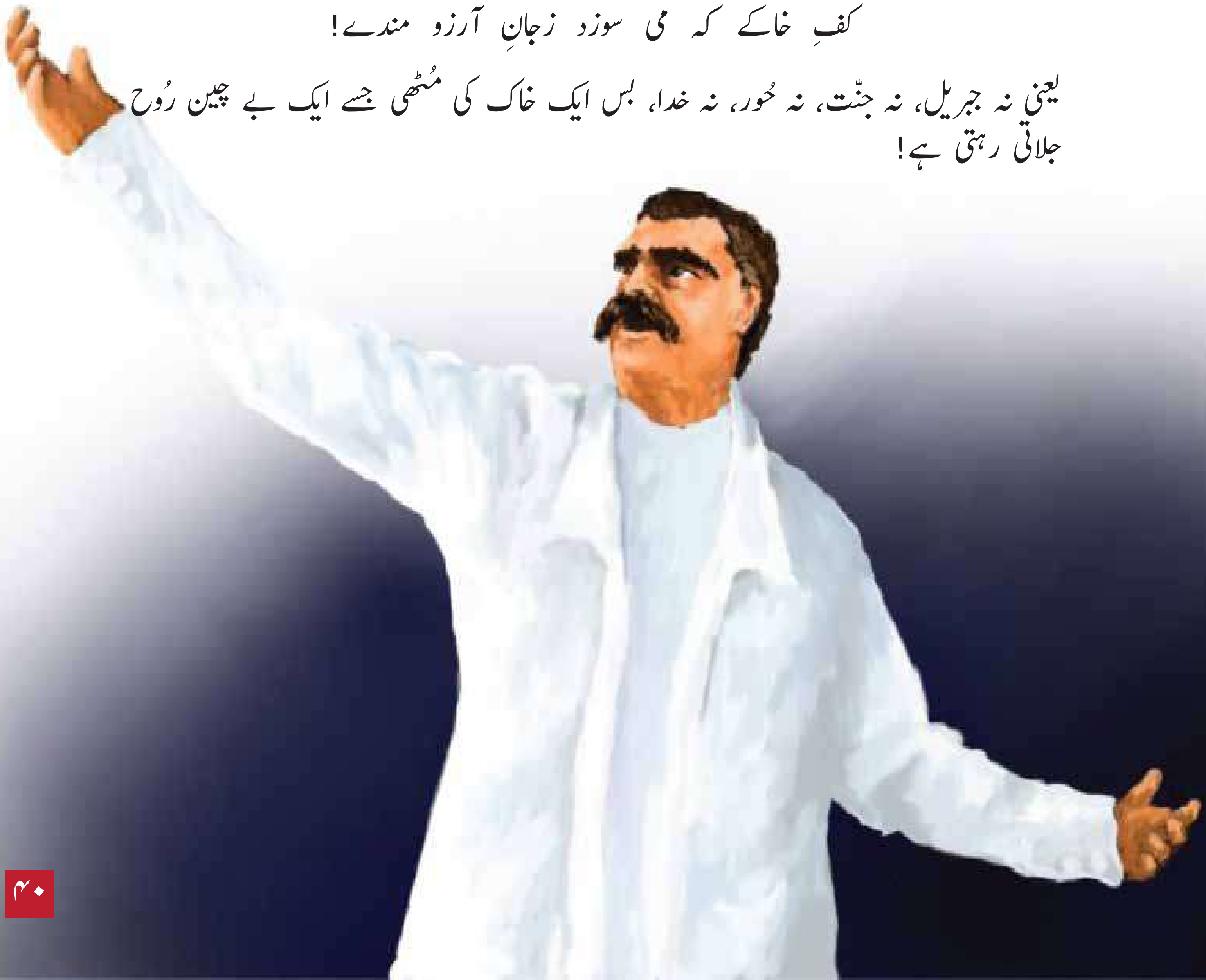

www.urduchannel.in

رومی نے مجھے بتایا کہ یہ جرمن فلسفی نیٹشا ہے جس نے مغربی تہذیب کے رازوں سے پردہ اٹھایا تھااور اسے پاگل قرار دیا گیا۔ حلاّج سُولی پر چڑھائے گئے تھے اور اس جدید مجذوب نے اگرچہ پادریوں سے اپنی جان بچا لی مگر طبیبوں نے اسے مسکون آور دوائیں دے دے کر مار ڈالا۔

" اس کامقام دونوں جہانوں کے درمیان ہے، " رومی نے مجھے بتایا۔

میں آگے بڑھ گیا اور ایک ایسی دنیا میں قدم رکھا جس میں کوئی سمت نہ تھی اور جو خلا سے باہر تھی۔ میں اسے بیان نہیں کرسکتا۔ جس طرح پنجرے میں قید پرندہ اڑ نہیں سکتا اُسی طرح اُس دنیا کی حقیقت بھی الفاظ کے احاطے میں نہیں آ سکتی۔ اگر آپ اپنے دل کی دنیا پر غور کریں تو سمجھ سکتے ہیں۔ آپ ایک احساس سے دوسرے احساس کے فاصلے کو نہیں ناپ سکتے نہ ہی اُن کی سمتوں کا تعین کرسکتے ہیں مگر پھر بھی وہ وجود رکھتے ہیں۔ بالکل اِسی طرح یہ دوسری دنیا بھی دائیں اور بائیں یا دن اور رات کے تعین کے بغیر اپنا وجود رکھتی ہے۔ وہاں آپ جس چیز کا تصّور کریں وہ اُسی لمحے آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ وہاں کلیاں فرشتوں کی سانس سے کھِلتی ہیں۔

" اے سوچ کے قیدی!" رومی مجھ سے مخاطب ہوئے۔ " اپنے حواس کی دنیا سے باہر قدم نکالو۔ جو محلاّت اور عمارات تم اپنے ارد گرد دیکھ رہے ہو یہ اینٹوں اور سیمنٹ سے نہیں بلکہ اچھے اعمال سے تعمیر ہوئے ہیں۔ "

ان عمارتوں میں سے ایک غیر معمولی طور پر خوبصورت محل شرف النساکا ہے، رومی نے مجھے بتایا۔ وہ پنجاب سے تعلق رکھنے والی ایک معزز لڑکی تھی جو قرآن پڑھتے ہوئے تلوار کو اپنے پاس رکھتی تھی اور جس نے وصّیت کی تھی کہ جب وہ مرجائے تو یہ دونوں چیزیں اس کی قبر پر رکھی جائیں۔

" کلمۂ حق اورُ اس کی حفاظت کرنے کی قوت، " رومی نے مجھ سے کہا۔ " یہ خدا کی مہربانیاں ہیں۔ "

جب پنجاب مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا تو یہ دونوں چیزیں بھی اسکی قبر سے ہٹادی گئیں۔

www.urduchannel.in

اپنی سرزمینِ پنجاب کا تذکرہ سن کر مجھے اپنے ساتھی یاد آنے لگے ۔ اُسی لمحہ میں نے حوضِ کوثر کے کناروں سے ایک آواز سنی ۔ کوئی بے حد خوبصورت آواز میں یہ شعر گنگنارہا تھا:

جمع کردم مشتِ خاشاکے کہ سوزم خویش را
گل گماں دارد کہ بندم آشیاں در گلستاں

مطلب یہ کہ میں نے تو کچھ تنکے خود کو جلانے کے لئے جمع کئے تھے مگر پھول یہ سمجھ بیٹھا کہ میں باغ میں آشیانہ بنانے والا ہوں!

یہ کشمیر کے مشہور شاعر غنی تھے جو سیّد علی ہمدانی کے ہمراہ بیٹھے تھے ۔ سید علی ہمدانی وہ صوفی بزرگ ہیں جنھوں نے صنعت، تہذیبِ دین اور نادر فنون متعارف کروا کر کشمیر کو ایرانِ صغیر بنا دیا تھا ۔ رومی کی حوصلہ افزائی پر میں نے اس صاحبِ نظر درویش سے چند سوال کئے ۔ میرا پہلا سوال اچھائی اور برائی سے متعلق تھا۔ ”جب خدا یہ چاہتا ہے کہ ہم برائی سے دُور رہیں تو اُس نے شیطان کو کیوں پیدا کیا ؟“ میں نے پوچھا ۔ اُنھوں نے جواب دیا۔ ”شیطان کی دلفریب ترغیبات کو ٹھکرانے سے انسان کی روح مزید طاقتور ہوجاتی ہے۔“

پھر میں نے ان سے کشمیر کی تقدیر کے بارے میں دریافت کیا ۔ اس بدنصیب وادی کے لوگ ایک طویل عرصے سے ظلم و جبر کی چکّی میں پِس رہے ہیں اور جب سے انگریزوں نے اس وادی اور اس کے لوگوں کو ہندوراجا کے ہاتھوں پچھتّر کروڑ روپے کے عوض بیچا ہے (یعنی فی کس دس روپے سے بھی کم !) تب سے تو ان کے دکھوں میں اور بھی اضافہ ہوگیا ہے ۔ میں کشمیر کے لوگوں کی مشکلات کا ذکر کرہی رہا تھا کہ میں نے ایک دیوانے شخص کو دیکھا جو ایک درد انگیز نغمہ گارہا تھا۔ یہ کشمیر کا وہی غنی تھا جس کی آواز میں نے چند لمحہ قبل سنی تھی ۔ اب وہ یہ نغمہ گارہا تھا :

بادِ صبا اگر بہ جنیوا گذر کنی
حرفے زما بہ مجلسِ اقوام باز گوے
دہقان و کشت و جوے و خیابان فروختند
قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند!

یعنی اے بہار کی ہوا اگر جنیوا جانا ہو تو میرا یہ پیغام لیگ آف نیشنز میں لے جانا کہ کسان، کھیت، نہر اور کیاریاں سب بِک گئیں۔ پوری قوم بیچی گئی اور کس قدر معمولی قیمت پر بیچی گئی!
سیّد علی نے میری طرف رخ کیا اور بولے ، ”بیٹا ! میں تمھیں ایک راز کی بات بتاتا ہوں ۔ نگاہ رکھنے والا خاک اور روح کے درمیان امتیاز کر سکتا ہے ۔ ایسا شخص سچ کی خاطر جان دینے کو تیار رہتا ہے کیونکہ موت اس کے لئے ایک نئی زندگی کی شروعات کے سوا کچھ نہیں ۔“

www.urduchannel.in

میں نے اُن سے حکومت کے اَسرار دریافت کئے اور اُنھوں نے مجھے بتایا کہ حکومت صرف طاقت ہی سے حاصل ہوسکتی ہے ۔ غنی نے پھر گفتگو میں حصہ لیا اور یہ نکتہ اٹھایا کہ دونوں نہرو یعنی موتی لال اور اُن کا بیٹا جواہر لال جو ہندوستان کی آزادی کیلئے جدوجہد کررہے ہیں آخر وہ بھی کشمیر سے تعلق رکھتے ہیں ۔ جو زمین آزادی کے متوالوں کو جنم دے سکتی ہے اُسے زیادہ عرصے زنجیر وں میں جکڑا نہیں جاسکتا ۔ پھر اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے اشعار میں سے کچھ سناؤں اور میں نے یہ شعر سنائے :

گفتند جہانِ ما آیا بتو می سازد؟
گفتم کہ نمی سازد! گفتند کہ برہم زن!
عقل است چراغِ تو؟ در راہگذارے نہِ
عشق است ایاغِ تو با بندۂ محرم زن
لختِ دلِ پُر خونے از دیدہ فرو ریزم
لعلے زبدخشانم بر دارد بخاتم زن!

یعنی اُنھوں نے مجھ سے پوچھا کہ ہماری دنیا پسند آئی تو میں نے کہا، نہیں۔ انھوں نے کہا کہ اسے برہم کردو۔ عقل تمہارا چراغ ہے؟ تو پھر اُسے راستے میں رکھ دو۔ عشق تمہارا پیالہ ہے تو صرف ہمراز کے ساتھ ہی پیو۔ دل جو خوں ہو چکا ہے میں اُس کے ٹکڑے اپنی آنکھوں سے گرا رہا ہوں۔ میرے لعلِ بدخشاں کے یہ ٹکڑے لے لو اور اپنی انگوٹھی میں جڑ لو!

www.urduchannel.in

سلاطین اور حوریں

جنّت میں ہمارے ارد گرد محلّات اور خیموں میں مقیم نازنینیں جھروکوں میں سے سر نکال کر مجھے دیکھنے لگیں ۔ یہ حوریں تھیں اور میرے نغمہ نے انہیں مسحور کردیا تھا۔ رومی نے مسکرا کر مجھے دیکھا اور کہا:" اے ہندی جادوگر! اپنے ہم وطن شاعر کو بھی دیکھو جسے تمہارے نغمے نے متاثر کیا ہے۔"

میں نے نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ بھرتری ہری ، جو چھٹی صدی عیسوی کے عظیم ہندوشاعر تھے، اپنے آسمانی مسکن سے نکل کر میرے سامنے کھڑے تھے۔ رُومی اور میں اُن کی تعظیم میں کھڑے ہوگئے اور میں نے بھرتری سے گفتگو کی ۔ سب سے پہلے میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ شعر میں سوز اور اثر کہاں سے آتا ہے ۔ کیا یہ خدا کی طرف سے ودیعت ہوتا ہے یا خود شاعر میں موجود ہوتا ہے ۔

" کوئی نہیں جانتا کہ شاعر کا قیام کہاں ہے ، " بھرتری نے مجھ سے کہا۔ " وہ اپنے کلام کے اُتار چڑھاؤ میں پوشیدہ رہتا ہے ۔ "

پھر میں نے اُن سے خدا کی حقیقت دریافت کی کیونکہ اُس وقت اُن کے ہم وطنوں کو اس نکتے کو سمجھنا بہت ضروری ہے ۔ بھرتری نے میرے سوال کے جواب میں اپنے کلام میں سے کچھ اشعار سنائے :

سجدہ بے ذوقِ عمل خشک و بجاے نرسد
زندگانی ہمہ کردار چہ زیبا و چہ زشت!
ایں جہانے کہ تو بینی اثرِ یزداں نیست
چرخہ از تست و ہم آں رشتہ کہ بردوک تو رشت!
پیشِ آئینِ مکافاتِ عمل سجدہ گذار
زانکہ خیزد ز عمل دوزخ و اعراف و بہشت!

www.urduchannel.in

عمل کے ذوق کے بغیر عبادت خشک رہتی ہے اور کہیں نہیں پہنچتی۔ زندگی صرف کردار ہے خواہ اچھا ہو یا برا ہو! دنیا جو تمہیں نظر آتی ہے یہ خدا کی تخلیق نہیں ہے۔ چرخہ بھی تمہارا ہے اور تکلے پر جو دھاگا کاتا جا رہا ہے وہ بھی تمہارا ہے! ہر عمل کا اپنا نتیجہ ہوتا ہے، اِس قانون کے سامنے سر جھکاؤ کہ دوزخ، اعراف اور جنّت سب عمل ہی سے پیدا ہوتے ہیں!

میں نے اُن کے کلام کو اپنے دل پر نقش کرلیا اور سنا کہ رومی مجھے آگے بڑھنے کو کہہ رہے تھے۔ ”تم نے درویشوں کی محفل دیکھی،“ وہ کہہ رہے تھے۔ ”اب ذرا سلاطین کی شان و شوکت کا نظارہ بھی دیکھو!“

ہم ایک عظیم الشان محل کے دروازے پر پہنچے جس کی خوبصورتی کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی بلندی ناپی نہیں جا سکتی تھی۔ وہ تمام کا تمام فیروزے کا بنا ہوا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے نیلے آسمان اس کی آغوش میں ہیں۔ وہاں کی ہوامیں ایسا جادُو تھا کہ وہ پلک جھپکتے میں سوکھے ہوئے پھول کو بہار میں تبدیل کر سکتی تھی۔اس محل میں ہم نے ایک عظیم الشان دربار دیکھا جہاں حوریں سنہری کمر بند باندھے صف بستہ کھڑی تین بادشاہوں کی خدمت پر معمور تھیں۔ ان میں ایران کا نادر شاہ تھا جو اپنی سلطنت میں شیعہ سنّی اتحاد کے لئے کوشاں رہتا تھا۔ احمد شاہ ابدالی تھا جس نے افغانوں کے لئے قومیت کی بنیاد رکھی تھی۔ اور سلطان ٹیپو تھا جو ایشیا کی آزادی کی خاطر شہید ہوا تھا۔ جب رومی نے مجھے ایک عظیم شاعر کی حیثیت سے متعارف کروایا تو یہ لوگ اپنے اپنے ممالک کے حالات دریافت کرنے لگے۔

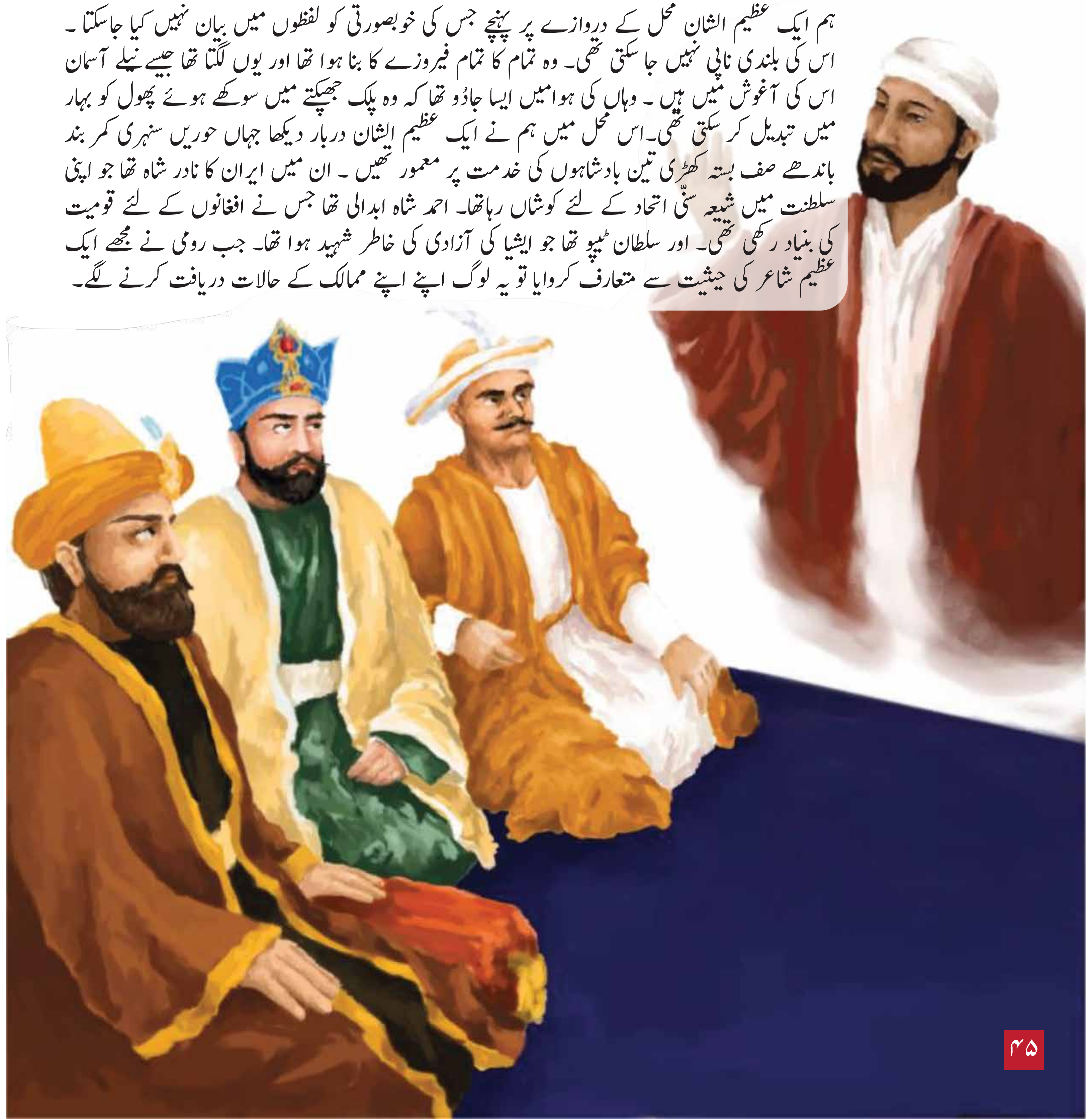

www.urduchannel.in

ہم نے ایران ، افغانستان اور ہندوستان کے حالات پر گفتگو کی ۔ میں نے بڑے دکھ کے ساتھ انہیں بتایا کہ ایران کے رہنے والے خود کو ایرانی پہلے اور مسلمان بعد میں سمجھتے ہیں جبکہ افغانستان خانہ جنگی کے ہاتھوں برباد ہورہا ہے ۔ وہاں بھائی بھائی سے لڑ رہا ہے ۔ ہندوستان البتہ مغربی نو آبادکاروں کے خلاف جدوجہد کررہا ہے ۔
”کوئی بھی قوم بہت عرصے غیر کی حکمرانی برداشت نہیں کرسکتی چاہے غیر کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں،“ میں نے کہا ۔ ہم یہ گفتگو کرہی رہے تھے کہ ایران کے ایک عظیم کلاسیکی شاعر ناصر خسرو کی روح ظاہر ہوئی ۔ اُس نے ایک نغمہ سنایا اور دوبارہ غائب ہوگئی ۔ نغمہ یہ تھا :

دست را چوں مرکبِ تیغ و قلم کردی مدار
ہیچ غم گر مرکبِ تن لنگ باشد یا عرن
بے ہنر داں نزدِ بیدیں ہم قلم ہم تیغ را
چوں نباشد دیں نباشد کلک و آہن را ثمن

مطلب یہ تھا کہ جب تم نے ہاتھ میں تلوار اور قلم لے لئے ہیں تو پھر کوئی غم نہیں جسم اگر اپاہج ہی کیوں نہ ہو۔ بے دین کے ہاتھ میں یہ چیزیں آجائیں تب بھی اُسے بے ہنر ہی سمجھو کیونکہ دین کے بغیر محض لوہے اور سیاہی کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔
ابدالی نے یورپی تہذیب پر سیرِ حاصل تبصرہ کیا ۔ ” ان کی قوت شراب ، نائٹ کلبوں اور خواتین کے عریاں لباسوں سے نہیں ہے ، “ اس نے کہا۔ “ بلکہ یہ تو ان کے علم و حکمت کے سبب سے ہے ۔ اے نوجوانِ ایشیا ! علم ذہن سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ مغربی لباس سے ۔ “
ٹیپو نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ جب وہ جنت میں رسول اللہؐ کے حضور میرے اشعار سنا رہے تھے تو آپؐ نے پوچھا کہ یہ کس کے اشعار ہیں اور فرمایا کہ ان میں زندگی کا شعلہ موجود ہے ۔ ٹیپو نے مجھ سے کہا کہ میں زندگی کے اسی شعلے کو استعمال کروں اور اُس کا ایک پیغام دریائے کاویری کو پہنچا دوں جو دکن میں اُس کے مزار کے پاس سے گزرتا ہے ۔ اُس کا پیغام یہ تھا ۔
” اے کاویری ! اپنی رفتار کو ذرا آہستہ کر اور میری بات سن کہ میں تیرا وہ حکمران ہوں جو اُس وقت بھی بیدار تھا جب سارا ایشیا خواب غفلت میں سویا ہوا تھا۔ تو اس وقت تک زندگی اختیار نہ کر جب تک تو ہمیشہ آگے ہی آگے بڑھتے رہنے کے قابل نہ ہو ۔ کیا تو جانتا ہے کہ زندگی کا اصول ، دین اور طریقہ کیا ہے ؟ میں تجھے بتاتا ہوں : شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے ۔ “
اس شہید سلطان کے الفاظ نے مجھ پر بڑا گہرا اثر کیا مگر رومی نے مجھے آگے بڑھنے کو کہا ۔ میں بھاری دل کے ساتھ اٹھ کر محل کے دروازوں کی جانب بڑھا اور وہاں حوروں کا ایک ہجوم دیکھا ۔ اُنہوں نے مجھے کچھ دیر رکنے کو کہا ۔
” عشقِ حقیقی خدا تک پہنچ کر ہی قیام کرتا ہے ۔ “ میں نے ان سے کہا ۔ ” عشق کی ابتداء حسنِ مجازی میں گرفتار ہونا ہے مگر اس کی انتہا اس سے بے نیاز ہو جانا ہے ۔ “

www.urduchannel.in

حوروں نے کہا کہ اچھا ایک نغمہ ہی سنا دو، اور میں نے یہ نغمہ سنایا :

با آدمے نرسیدی، خدا چہ می جوئی
زخود گریختہ آشنا چہ می جوئی!
سراغِ او زخیابانِ لالہ می گیرند
نوائے خوں شدۂ ما زما چہ می جوئی؟
قلندریم و کراماتِ ما جہاں بینی است
زما نگاہ طلب کیمیا چہ می جوئی!

یعنی جب انسان کے مقام کو نہ پہنچ سکے تو خدا کو کیا تلاش کرتے ہو، اپنے آپ سے دُور پڑے ہو تو پھر دوست کی تلاش کیسی! اُس کا سراغ لالے کی کیاریوں میں تلاش کرو، ہماری خوں ہو جانے والی نوا کے بارے میں ہم سے کیا پوچھ رہے ہو۔ ہم قلندر ہیں اور ہماری کرامت دنیا کو دیکھنا ہے، ہم سے نگاہ مانگو ہم سے سونا بنانے والی کیمیا کیا مانگ رہے ہو!

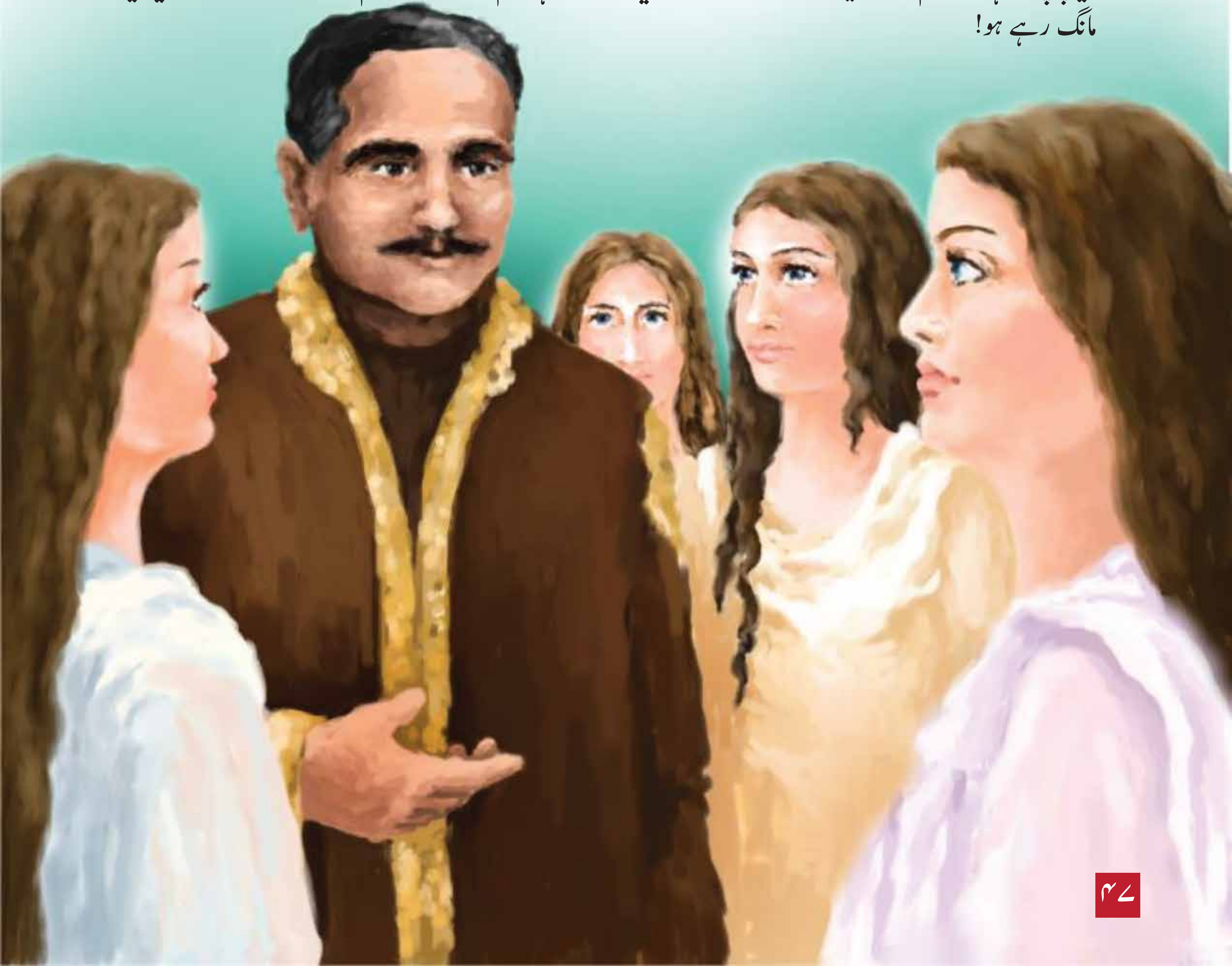

www.urduchannel.in

خدا

جنت بھی خدا کے مظاہر میں سے ہے مگر ایک عاشق کو محبوب کے دیدار کے سوا کسی چیز میں تسکین نہیں ملتی ۔ چنانچہ میں ان محلاّت اور حوروں سے آگے بڑھ گیا ۔ اگر علم کج فطرت اور بد اصل ہو تو وہ نظر کے سامنے حجاب بن جاتا ہے لیکن اگر علم کا مقصود نظارۂ جمال ہو تو وہ راستہ بھی ہے اور راہبر بھی ۔ وہ کائنات کی ایسی تفسیر پیش کرتا ہے جس سے دل و نظر کی پرورش ہوتی ہے اور اس طرح وہ تجھے خدا کی بارگاہ تک پہنچا کر چھوڑتا ہے ۔ اس سے آگے البتہ تنہا ہی جانا پڑتا ہے ، کسی رفیق کے بغیر ، کہ عشق کی غیرت اپنے محبوب کی موجودگی میں کسی تیسری شہ کو برداشت نہیں کر سکتی ۔

میں نے اپنی روح کو روشنی کے سمندر میں ڈال دیا اور ذات کے حسن کو دیکھنے میں محو ہو گیا جو ہر لمحہ نئے رنگ میں جلوہ گر تھا ۔ میں تخلیق کے اسرار میں گم ہوا اور میں نے زندگی کو ایک رُباب کی مانند دیکھا جس کا ہر تار ایک نیا ساز تھا اور اُس کی ہر آواز پہلی سے زیادہ درد انگیز تھی ۔ اچھی اور بری تمام مخلوقات ایک ہی قبیلے سے متعلق لگنے لگی تھیں ۔ میری روح کے سامنے گویا ایک آئینہ رکھ دیا گیا تھا اور میری حیرت کو یقین کے ساتھ ملا دیا گیا تھا ۔

میں نے دیکھا کہ حال کی ایک صبح میں، جس کی روشنی دکھائی دے رہی ہے، ماضی اور مستقبل دونوں موجود ہیں ۔ خدا اپنے تمام اَسرار کے ساتھ میرے سامنے تھا اور میری نظر سے اپنے آپ کو دیکھ رہا تھا!

" اے خالقِ حقیقی!" میرے عشق نے مجھے حوصلہ دیا اور میں نے خدائے مطلق سے مخاطب ہونے کی جرأت کی ۔

"کیا ایسی دنیا آپ کے شایانِ شان ہے جہاں انسان مطلب پرستوں ، جابر حکمرانوں ، مولویوں اور جھوٹے پیروں کا شکار ہے ۔ بے شک ایسی دکھ بھری دنیا آپ جیسے خالق کے شایانِ شان نہیں۔ اے خدا ! یہ آپ کے نام پر دھبّہ ہے!"

" اچھے اور برے میں سے جو ہم نے چاہا اُسے تقدیر کے قلم نے لکھ دیا ، " خدا نے جواب دیا ۔ "کیا تم جانتے ہو زندگی کیا ہے ؟ زندہ رہنے کا مطلب ہے ہماری قوت میں سے حصہ پانا اور نئی دنیائیں تخلیق کرنا ۔ اگر تم زندہ ہو تو اپنی دنیا خود پیدا کرو ۔ جس میں تخلیق کی قوت نہیں وہ ہماری نظر میں کافر ہے ۔"

"جو قومیں مر جائیں وہ دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتیں، " میں نے کہا ۔ " جس طرح ندی کا پانی جو گزر جائے وہ واپس نہیں آتا ۔"

" زندگی کا دارومدار محض طبعی حیات پر نہیں ، " خدا نے پھر جواب دیا ۔ " جب میں نے کہا ہے کہ میں تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہوں تو اِس نزدیکی سے تم بھی لافانی ہو سکتے ہو ۔ قوم حیاتِ جاوداں حاصل کر سکتی ہے اگر فردِ واحد کی طرح ایک ہو جائے ۔ اے لا الٰہ کہنے والے کیا تو قوم کا مطلب سمجھتا ہے؟ قوم کا مطلب یہ ہے کہ ہزاروں آنکھیں ایک ہی نگاہ سے دیکھ رہی ہوں ۔ تو بھی یک نگاہ ہو جا تاکہ تجھے دنیا کی فرمانروائی حاصل ہو ۔"

" اے خدا ! مجھے بتائیے میں کون ہوں اور آپ کی حقیقت کیا ہے ؟ " میں نے پوچھا ۔ " میں آپ سے اِس قدر دُور کیوں ہوں ؟ میں تقدیر کا تابع کیوں ہوں ؟ میں کیوں مرتا ہوں اور آپ کیسے لافانی ہیں؟"

www.urduchannel.in

خدا نے ان تمام سوالوں کا جواب ایک جملے میں دیا۔ ”جو کوئی دنیا میں سماتا ہے وہ وہیں مرتا ہے،“ انہوں نے کہا۔ ”اپنی ذات میں ڈوب جاؤاور دنیا کو بھی اپنے اندر سمیٹ لواگر ہمیشہ رہنا چاہتے ہو۔ تب تم یہ جان جاؤ گے کہ تم کون ہو، میں کون ہوں، تم کیسے مرتے اور جیتے ہو!“

” مجھے معاف فرمائیے میرے مالک ،“ میں نے تھوڑی اور جرأت دکھائی ، “ مگر میں التجا کرتا ہوں کہ دنیا کی تقدیر کا راز مجھ پر کھول دیں۔ میں نے جرمنی اور روس کے انقلاب دیکھے ہیں اور مسلمانوں کے دلوں میں جو اضطراب ہے اسے بھی دیکھا ہے ۔ میں مشرق و مغرب کی تدابیر سے واقف ہوں اب مہربانی فرما کر اُن کی تقدیر بھی مجھ پر ظاہر کردیں!“

اچانک میں نے اپنے سیّارے اور اس کے آسمان کو ایک سرخ روشنی میں نہایا ہوا دیکھا ۔ اس نظارے نے تمام سچائیوں کو مجھ پر واضح کردیا اور میں اپنی قوتِ گویائی برقرار نہ رکھ پایا۔ موسیٰؑ کی طرح میں بیہوش ہو کر گر پڑا ۔ اس عالمِ لامکاں کی گہرائیوں سے ایک دردناک صدا بلند ہوئی:

بگذر از خاور و افسونیٔ افرنگ مشو
کہ نیرزد بجوے ایں ہمہ دیرینہ و نو
آں نگینے کہ تو با اہرمناں باختۂ
ہم بجبریلِ امینے نتواں کرد گرو!
تو فروزندہ تر از مہرِ منیر آمدۂ
آنچناں زی کہ بہر ذرّہ رسانی پرتو!
از تنک جامیٔ تو میکدہ رسوا گردید
شیشہ گیر و حکیمانہ بیاشام و برو!

مشرق سے بھی گزر جاؤ اور مغرب کے جادو میں بھی نہ آؤ کہ یہ نئے اور پرانے جہان ایک جَو کے برابر بھی نہیں۔ جس نگینے کو تم شیطانوں کے سامنے ہار بیٹھے وہ تو ایسا تھا جسے جبریلِ امین کے پاس بھی رہن نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ تم سورج سے بڑھ کر ہو، اِس طرح جیو کہ ہر ذرّے کو روشن کر دو۔ تمہاری کم ظرفی سے میخانہ بدنام ہو رہا ہے، صراحی اٹھاؤ، سنبھل کر پیو اور رخصت ہو جاؤ!

جاوید اور نئی نسل سے چند باتیں

یہ کتاب اپنے اختتام کو پہنچی مگر مجھے ابھی کچھ اور کہنا ہے جو میں اب تک نہیں کہہ سکا۔ کہنے کی کوشش اُسے اور پیچیدہ بنا دیتی ہے۔ الفاظ و آواز اُسے اور غیر واضح کر دیتے ہیں۔ اُسے میری نگاہوں میں اور میرے جذبے کی تپش سے حاصل کرو۔

یہ کہنے کا مطلب کہ کوئی خدا نہیں سوائے اللہ کے، یہ ہے کہ تم اِس دنیا کے کسی شخص یا کسی شے کے سامنے خود کو ہرگز نہ جھکاؤ۔ جسے خود پر یقین نہ ہو وہ کافر ہے بلکہ خدا پر یقین نہ رکھنے والے سے بھی بدتر ہے۔ اپنے گردوپیش دنیا میں برائی دیکھو تو خود کو اُس سے محفوظ رکھو۔ ہمارے اساتذہ نوجوانوں کو غلط تعلیم دے رہے ہیں۔ وہ اُن کی روح کے فطری نور کو بجھا دیتے ہیں۔ مجھ سے یہ نکتہ سمجھ لو کہ ایسا علم بے کار ہے جو تمہاری زندگی سے متعلق نہ ہو کیونکہ علم کا مقصد اِس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ تمہاری اپنی ذات کے مقامات اور شان کو تم پر ظاہر کردے!

دین کی ابتدا ادب ہے اور انتہا عشق۔ کسی کو برا نہ کہو کہ مسلم اور غیر مسلم سب اُسی خدائے واحد کی مخلوق ہیں۔ انسان کا مقام ہمیشہ یاد رکھو کہ آدمیت کا مطلب بنی نوعِ آدم کا احترام کرنا ہے۔ جو خدا سے عشق کرتا ہے اُسے ہر ایک سے نرمی سے پیش آنا چاہیے جیسے خدا تمام مذاہب کے لوگوں پر رحم کرتا ہے۔

اپنی رُوح کے بدلے اپنے جسم کی غلامی مت کرو اور اگر دولت مند بھی ہو جاؤ تو اپنا فقر ہاتھ سے نہ جانے دو۔ کسی سچے راہبر کی تلاش کرو اور اگر ایسا راہبر نہ ملے تو رومی کی پیروی کرو جس طرح میں نے اُسے اپنا راہبر بنایا تھا۔ لوگوں نے رقصِ درویش تو سیکھ لیا ہے مگر روح کا رقص نہیں سیکھا جو کائنات کی گردش بدل دیتا ہے۔ اور رُوح تبھی رقص کرتی ہے جب تم خدا کے سوا ہر کسی کا خوف دل سے نکال دو اور اُس کے سوا کسی سے امید نہ لگاؤ۔ غم سے دور رہو کیونکہ غم ایمان کی کمزوری کی علامت ہے اور جوانوں کو بوڑھا بنا دیتا ہے۔

اے میرے بیٹے! اگر تمہاری روح رقص کر سکے تو یہی محمد مصطفیٰؐ کے دین کا راز ہے جو میں تمہیں بتا رہا ہوں اور اپنی قبر میں تمہارے لئے دُعا کر رہا ہوں۔

www.urduchannel.in

اقبال اکیڈمی پاکستان

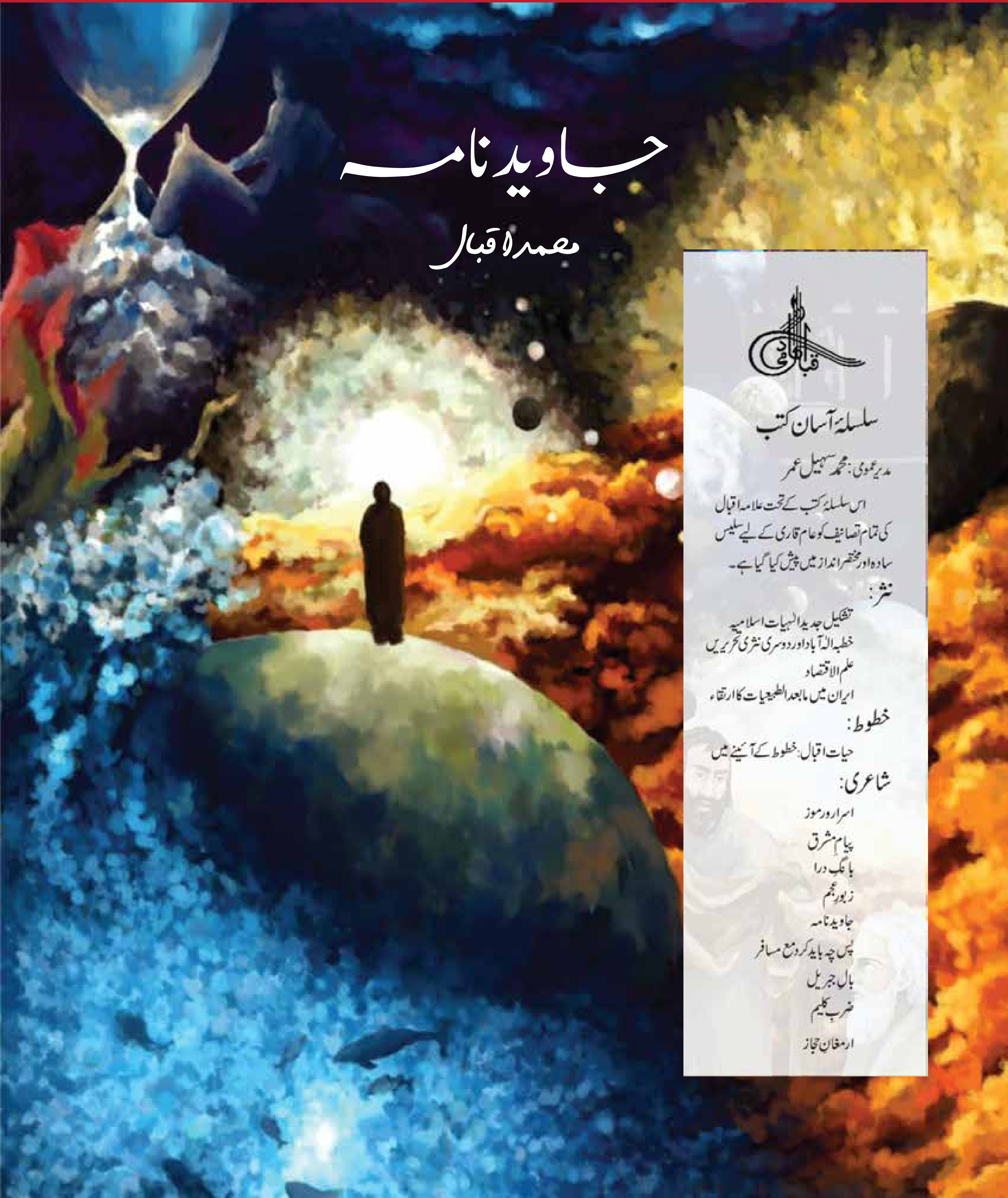

جاوید نامہ

محمد اقبال

سلسلۂ آسان کتب

مدیرِ عمومی: محمد سہیل عمر

اس سلسلۂ کتب کے تحت علامہ اقبال کی تمام تصانیف کو عام قاری کے لیے سلیس سادہ اور مختصر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

نثر:

تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ
خطبۂ الٰہ آباد اور دوسری نثری تحریریں
علم الاقتصاد
ایران میں مابعد الطبیعیات کا ارتقاء

خطوط:

حیات اقبال: خطوط کے آئینے میں

شاعری:

اسرار و رموز
پیامِ مشرق
بانگ درا
زبور عجم
جاوید نامہ
پس چہ باید کرد مع مسافر
بال جبریل
ضرب کلیم
ارمغان حجاز